



توبہ کی روایات وحکایات

www.sirat-e-mustaqeem.com



- 10 توبہ کی ضرورت
- 14 توبہ کے فضائل
- 17 توبہ میں رُکاوٹیں اور ان کا حل
- 37 سچی توبہ کسے کہتے ہیں؟
- 38 توبہ کی شرائط
- 53 توبہ پر استقامت کیونکر ملے؟
- 55 توبہ کرنے والوں کی 55 حکایات

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC 1286



توبہ کی اہمیت، فضائل، شرائط، اس کی راہ میں حائل رکاوٹوں اور
توبہ کرنے والوں کے واقعات پر مشتمل تالیف

توبہ کی روایات و حکایات

پیش کش

مجلس المدینة العلمیة (شعبہ اصلاحی کتب)

ناشر

مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوة والسلام علیہ و آلہ و سلمی اللہ و علی النبی و اصحابہ و علی سبب اللہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : توبہ کی روایات و حکایات
پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ
مرتب : شعبہ اصلاحی کتب

طباعت ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۰۰۵ء

تعداد: 2000	طباعت ۱۴۳۰ھ، 2009ء
تعداد: 11000	طباعت ۱۴۳۱ھ، 2010ء
تعداد: 10000	طباعت ۱۴۳۲ھ، 2011ء
تعداد: 3000	طباعت ۱۴۳۳ھ، 2012ء
تعداد: 3000	طباعت ۱۴۳۴ھ، 2013ء

ناشر : مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

المدینۃ العلمیۃ

از: بانی دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ
مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد لله على احسانه وبفضل رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم
تبليغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت،
احیائے سنت اور اشاعتِ علم شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مصمم رکھتی ہے،
ان تمام امور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا
ہے جن میں سے ایک مجلس ”المدینۃ العلمیۃ“ بھی ہے جو دعوتِ
اسلامی کے علماء و مفتیانِ کرام کثرِ ہُمُ اللہ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص
علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل پانچ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کتبِ علیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲) شعبۂ درسی کتب

(۳) شعبۂ اصلاحی کتب

(۴) شعبۂ تراجم کتب

(۵) شعبۂ تفتیش کتب

”المدينة العلمية“ کی اولین ترجیح سرکارِ علیحضرت امام اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین و ملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی گراں مایہ تصانیف کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتیٰ الوسعی سہل اُسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ”دعوتِ اسلامی“ کی تمام مجالس بشمول ”المدينة العلمية“ کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

صفحہ نمبر	موضوع	نمبر شمار
9	پیش لفظ.....	1
10	توبہ کی ضرورت.....	2
14	توبہ کے فضائل.....	3
17	توبہ میں تاخیر کی 12 وجوہات اور ان کا حل.....	4
37	سچی توبہ کسے کہتے ہیں؟.....	5
38	توبہ کی شرائط.....	6
40	ان شرائط کی تفصیل.....	7
47	تجدیدِ ایمان کا طریقہ.....	8
48	توبہ کرنے کا ایک طریقہ.....	9
49	توبہ کی قبولیت کیسے معلوم ہو؟.....	10
50	توبہ کے بعد کیا کرے؟.....	11
51	اگر دل دوبارہ گناہوں کی طرف مائل ہو؟.....	12
52	توبہ کے بعد گناہ سرزد ہو جائے تو کیا کرے؟.....	13
53	توبہ پر استقامت کیسے پائیں؟.....	14
55	توبہ کرنے والوں کے واقعات	15
55	(۱) ایک حبشی کی توبہ	
55	(۲) ایک زانیہ کی توبہ	

56	(۳) ایک گلوکار کی توبہ	
57	(۴) حرامی بچے کو مارنے والی کی توبہ	
58	(۵) شرابی نو جوان کی توبہ	
59	(۶) ریاکاری سے توبہ	
60	(۷) ایک ڈاکو کی توبہ	
61	(۸) تیس (۳۰) سال تک سچی توبہ کی دعا کرنے والا	
62	(۹) خراسانی عالم کی توبہ	
63	(۱۰) شہزادے کی توبہ	
67	(۱۱) بادشاہ کے بیٹے کی توبہ	
70	(۱۲) ڈاکوؤں کے سردار کی توبہ	
71	(۱۳) ایک قصاب کی توبہ	
72	(۱۴) بے ہوش ہونے والے شرابی کی توبہ	
73	(۱۵) گناہوں کے دلدل میں پھنسنے والے نو جوان کی توبہ	
75	(۱۶) ایک امیر نو جوان کی توبہ	
77	(۱۷) ایک گانگہ کی توبہ	
80	(۱۸) ایک وزیر کی توبہ	
80	(۱۹) اژدہ سے بچنے والے کی توبہ	
82	(۲۰) ایک عاشق کی توبہ	

83	(۲۱) ایک رئیس کی توبہ	
83	(۲۲) ایک پڑوسی کی توبہ	
84	(۲۳) اپنی جان پر ظلم کر نیوالے نوجوان کی توبہ	
86	(۲۴) فاحشہ عورت کے عشق میں مبتلا نوجوان کی توبہ	
87	(۲۵) ایک ہاشمی نوجوان کی توبہ	
89	(۲۶) لہو و لعب میں مشغول شخص کی توبہ	
91	(۲۷) نصرانی طبیب کی توبہ	
91	(۲۸) ایک عاشق کی توبہ	
92	(۲۹) ساز بجانے والے کی توبہ	
93	(۳۰) عورت سے زیادتی کرنے والے کی توبہ	
94	(۳۱) ایک فاسق و فاجر شخص کی توبہ	
96	(۳۲) بنی اسرائیل کے نوجوان کی توبہ	
96	(۳۳) توبہ پر قائم نہ رہنے والے کی توبہ	
97	(۳۴) ایک نافرمان شخص کی توبہ	
98	(۳۵) نہر میں غسل کرنے والے شخص کی توبہ	
99	(۳۶) ایک بادشاہ کی توبہ	
101	(۳۷) ایک سپاہی کی توبہ	
104	(۳۸) بسم اللہ کی تعظیم کی برکت سے توبہ نصیب ہو گئی	

105	(۳۹) ایک لٹیرے کی توبہ	
106	(۴۰) ایک رہزن کی توبہ	
107	(۴۱) ایک مجوسی کی توبہ	
109	(۴۲) نصرانی حکیم کی توبہ	
110	(۴۳) لہو و لعب میں مشغول نوجوان کی توبہ	
111	(۴۴) ایک بد معاش کی توبہ	
112	(۴۵) ایک سود خور کی توبہ	
114	(۴۶) حسین عورت پر فریفتہ ہونے والے کی توبہ	
115	(۴۷) تائبین کے حالات سن کر توبہ کرنے والا	
116	(۴۸) ایک تاجر کی توبہ	
117	(۴۹) کفن چور کی توبہ	
117	(۵۰) رقص و سرور میں مصروف لوگوں کی توبہ	
118	(۵۱) عقل مند باپ کے بیٹے کی توبہ	
119	(۵۲) شرابی وزیر کے مصاحب کی توبہ	
120	(۵۳) سنگین جرائم میں ملوث شخص کی توبہ	
121	(۵۴) ایک دہریے کی توبہ	
122	(۵۵) قادیانی پروفیسر کی توبہ	
123	ماخذ و مراجع	

پیش لفظ

الحمد للہ ﷻ! دعوتِ اسلامی کی مجلس المدینۃ العلمیۃ کی جانب سے ایک فکر انگیز کتاب ”توبہ کی روایات و حکایات“ آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ اس میں پہلے پہل توبہ کی ضرورت کا بیان ہے، پھر توبہ کی اہمیت و فضائل مذکور ہیں۔ اس کے بعد تفصیلاً بتایا گیا ہے کہ سچی توبہ کس طرح کی جاسکتی ہے؟ اور آخر میں توبہ کرنے والوں کے 54 واقعات بھی نقل کئے گئے ہیں۔ امید واثق ہے کہ یہ کتاب اصلاحی کتب میں بہترین اضافہ متصور ہوگی۔ ان شاء اللہ عزوجل

اس کتاب کو مرتب کرنے کی سعادت المدینۃ العلمیۃ کے شعبہ اصلاحی کتب نے حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ”اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش“ کرنے کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں کا مسافر بننے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس المدینۃ العلمیۃ کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین (ﷺ)

شعبہ اصلاحی کتب (المدینۃ العلمیۃ)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ط بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیارے اسلامی بھائیو!

ایسے پُرفتن حالات میں کہ ارتکابِ گناہ بے حد آسان اور نیکی کرنا بے حد مشکل ہو چکا ہو اور نفس و شیطان ہاتھ دھو کر انسان کے پیچھے پڑے ہوں، انسان کا گناہوں سے بچنا بے حد دشوار ہے۔ لیکن یاد رکھئے! گناہوں کا انجام ہلاکت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں، لہذا! اس سے پہلے کہ پیامِ اجل آن پہنچے اور ہم اپنے عزیز و اقرباء کو روتا چھوڑ کر اور دنیا کی رونقوں سے منہ موڑ کر، قبر کے ہولناک اور تاریک گڑھے میں ہزاروں مُردوں کے درمیان تنہا جا سوائیں، ہمیں چاہئے کہ ان گناہوں سے چھٹکارے کی کوئی تدبیر کریں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے پروردگار ﷻ کی بارگاہ میں سچی توبہ کریں کیونکہ سچی توبہ ایسی چیز ہے جو ہر قسم کے گناہ کو انسان کے نامہ اعمال سے دھو ڈالتی ہے جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے:

”وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ“ ترجمہ کنز الایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔“ (پ ۲۵، الشوری: ۲۵)

سرورِ عالم، نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”الْثَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ۔“ یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔“ (السنن الکبریٰ، کتاب الشہادات، باب شہادۃ القاذف، رقم ۲۰۵۶۱، ج ۱۰، ص ۲۵۹)

جبکہ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے ابن آدم! تو نے جب بھی مجھے پکارا اور مجھ سے رجوع کیا، میں نے تیرے گناہوں کی بخشش کر دی اور مجھے اس کی پرواہ نہیں اور اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں، پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے، تو میں تیری بخشش کر دوں گا اور میری ذات بے نیاز ہے۔ اے ابن آدم! اگر تیری مجھ سے ملاقات اس حالت میں ہو کہ تیرے گناہ پوری زمین کو گھیر لیں، لیکن تو نے شرک کا ارتکاب نہ کیا ہو تو میں تیرے گناہوں کو بخش دوں گا۔“

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل التوبہ والاستغفار، رقم ۳۵۵۱، ج ۵، ص ۲۱۸)

اور حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اللہ ﷻ لکھنے والے فرشتوں کو اسکے گناہ بھلا دیتا ہے، اسی طرح اس کے اعضاء (یعنی ہاتھ پاؤں) کو بھی بھلا دیتا ہے اور اس کے زمین پر نشانات بھی مٹا ڈالتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن جب وہ اللہ ﷻ سے ملے گا تو اللہ ﷻ کی طرف سے اسکے گناہ پر کوئی گواہ نہ ہوگا۔

(الترغیب والترہیب، کتاب التوبہ والنہد، باب الترغیب فی التوبہ، رقم ۱۷۷۱، ج ۴، ص ۴۸)

پیارے اسلامی بھائیو!

توبہ کی اہمیت کے پیش نظر سرورِ کونین ﷺ اور اکابرین امت رضی اللہ عنہم نے بھی اس کے بارے میں ترغیبی کلام ارشاد فرمایا ہے، چند روایات ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے ارشاد فرمایا کہ ”اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو، بے شک میں بھی دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔“

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب استغفار والاستغفار والاستغفار، رقم ۲۷۰۲، ص ۱۴۴۹)

(۲) حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ

ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ ﷻ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی ہلاکت خیز پتھر لی زمین پر پڑاؤ کرے اسکے ساتھ اس کی سواری بھی ہو جس پر اسکے کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہو پھر وہ سر رکھ کر سو جائے پھر جب بیدار ہو تو اس کی سواری جا چکی ہو تو وہ اسے تلاش کرے یہاں تک کہ گرمی اور شدتِ پیاس یا جس وجہ سے اللہ ﷻ چاہے پریشان ہو کر کہے کہ میں اسی جگہ لوٹ جاتا ہوں جہاں سو رہا تھا پھر سو جاتا ہوں یہاں تک کہ مر جاؤں پھر وہ اپنی کلائی پر سر رکھ کر مرنے کے لئے سو جائے پھر جب بیدار ہو تو اسکے پاس اس کی سواری موجود ہو اور اس پر اس کا توشہ بھی موجود ہو تو اللہ ﷻ مومن بندے کی توبہ پر اس شخص کے اپنی سواری کے لوٹنے پر خوش ہونے سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی الحض علی التوبۃ والفرح بہا، رقم ۲۷۰۴، ص ۱۴۶۸)

(۳) حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”سارے انسان خطا کار ہیں اور خطا کاروں میں سے بہتر وہ ہیں، جو توبہ کر لیتے ہیں۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبۃ، رقم ۴۲۵۱، ج ۴، ص ۴۹۱)

(۴) حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان

ہے کہ ”جس نے استغفار کو لازم پکڑ لیا، تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام مشکلوں میں آسانی، ہر غم

سے آزادی اور بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔“

(سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب فی الاستغفار، رقم ۱۵۱۸، ج ۲، ص ۱۲۲)

(۵) حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بیشک لوہے کی طرح دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے اور اس کی جلاء (یعنی صفائی) طلب مغفرت ہے۔“ (مجمع البحرین، کتاب التوبہ، باب الاستغفار جلاء القلوب، رقم ۴۷۳۹، ج ۴، ص ۲۷۲)

(۶) حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: ”مومن کی اور ایمان کی مثال اپنی کھوٹی (کلہ) کے ساتھ بندھے ہوئے گھوڑے کی طرح ہے (یعنی گویا مومن کے دل میں ایمان بندھا ہوا ہے) کہ گھوڑا کبھی اچھلتا کودتا ہے، پھر اپنی کھوٹی کے پاس لوٹ آتا ہے۔ چنانچہ مومن بھی کبھی بھول چوک سے (گناہ) کر بیٹھتا ہے پھر لوٹ آتا ہے (یعنی توبہ کر لیتا ہے) تو تم اپنے کھانے پر ہیزگاروں کو کھلایا کرو اور نیکی کے کام اہل ایمان کے ساتھ کیا کرو۔“

(شرح السنۃ، کتاب البر والصلة، باب الجلیس الصالح... الخ، رقم ۳۳۷۹، ج ۶، ص ۶۹۹)

(۷) ایک آدمی نے حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک آدمی نے

گناہ کیا کیا اس کی توبہ کی کوئی صورت ہے؟ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ پھر دوبارہ ادھر توجہ کی تو ان کی آنکھیں ڈبڈبا رہی تھیں۔ فرمایا ”جنت کے آٹھ دروازے ہیں، سب کھلتے اور بند ہوتے ہیں، سوائے توبہ کے، اس لیے کہ توبہ کے دروازے پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو بند نہیں ہوتا، اس لیے نیک عمل کرو اور مایوس نہ ہو۔“

(مکاشفة القلوب، الباب السابع عشر فی بیان الامانة والتوبة، ص ۶۱، ۶۲)

(۸) شیخ فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”رب تعالیٰ نے ایک پیغمبر

کو حکم دیا کہ گنہگاروں کو بشارت دے دو کہ اگر وہ توبہ کریں گے تو میں قبول کروں گا اور میرے دوستوں کو یہ وعید سناؤ (یعنی اس بات سے ڈراؤ) کہ اگر میں ان کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آؤں تو سب کو سزا دوں (یعنی سب مستحق سزا ہوں گے)۔

(کیمیائے سعادت، رکن چہار، منجیات، اصل اول قبول توبہ، ج ۲، ص ۶۳)

(۹) شیخ طلق بن حبیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”اللہ ﷻ کے حقوق بندوں پر اس قدر ہیں کہ انکا ادا کرنا ممکن نہیں ہے لہذا چاہیے کہ ہر بندہ جب اٹھے تو توبہ کرے اور رات کو توبہ کر کے سوئے۔“

(کیمیائے سعادت، رکن چہار، منجیات، اصل اول قبول توبہ، ج ۲، ص ۶۳)

توبہ کے فضائل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

تائب ہونے والے خوش نصیب کو گناہوں کی معافی کے ساتھ ساتھ دیگر فضائل بھی حاصل ہوں گے جن میں سے چند یہ ہیں:

(1) فلاح و کامرانی کا حصول:

رب تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَتَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا يَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ“ ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (پ ۱۸، النور: ۳۱)

(2) توبہ کرنے والا اللہ ﷻ کا محبوب:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ“ ترجمہ کنز الایمان: بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو۔ (پ ۲، البقرة: ۲۲۲)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ“ ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔“ (پ ۲، البقرہ: ۲۲۲)

(3) توبہ کرنے والا رحمتِ الہی ﷻ کا مستحق:

اللہ ﷻ فرماتا ہے: ”إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ط وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا“ ترجمہ کنز الایمان: وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں توبہ کر لیں ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔“ (پ ۴، النساء: ۱۷)

اور فرماتا ہے: ”فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ط ترجمہ کنز الایمان: تو جو اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو اللہ اپنی مہر سے اس پر رجوع فرمائے گا۔“ (پ ۶، المائدہ: ۳۹)

(4) برائیوں کا نیکیوں میں تبدیل ہونا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”الْأَمَنُ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ط وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا“ ترجمہ کنز الایمان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ (پ ۱۹، الفرقان: ۷۰)

(5) دخول جنت کا انعام:

اللہ ﷻ فرماتا ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا ط

عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُم جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں۔“ (پ ۲۸، التحریم: ۸)

ایک اور مقام پر ہے: ”الْأَمِنْ تَابَ وَأَمِنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلِئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا“ ترجمہ کنز الایمان: مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا۔“ (پ ۱۶، مریم: ۶۰)

[6] عذابِ جہنم سے رہائی:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ رَبَّنَا ترجمہ کنز الایمان: وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں اے رب ہمارے تیرے رحمت و علم میں ہر چیز کی سمائی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے اے ہمارے رب۔“ (پ ۲۴، المؤمن: ۸۷)

توبہ میں تاخیر کی وجوہات اور ان کا حل

پیارے اسلامی بھائیو!

توبہ کی تمام تر اہمیت اور فضائل کے باوجود بعض بدنصیب نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر توبہ کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ اس کی چند وجوہات اور ان کا حل پیش خدمت ہے۔

برسلی وجہ گناہوں کے انجام سے غافل رہنا

گناہوں کے انجام سے غافل ہونا بھی توبہ کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو جس عذاب سے ڈرایا گیا ہے وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہے جبکہ اس کی نفسانی خواہشات کا نتیجہ فوری طور پر اس کے سامنے آ جاتا ہے اور یہ انسان کا فطری تقاضا ہے کہ یہ تاخیر سے وقوع پزیر ہونے والی چیز کی نسبت فوری طور پر حاصل ہونے والی شے کی طرف بہت جلد متوجہ ہوتا ہے۔ مثلاً زنا کرنے والا اس سے فوری طور پر حاصل ہونے والی لذت کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس کی اُخروی سزا کے بارے میں سوچنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کرتا۔

اس کا حل:

ایسا شخص غور کرے کہ اگرچہ یہ عذابات میری نگاہوں سے اوجھل سہی لیکن ہیں تو یقینی، کتنے ہی دنیاوی فوائد ایسے ہیں جنہیں میں مستقبل میں ہونے والے نقصان کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہوں مثلاً کوئی غیر مسلم ڈاکٹر یہ کہہ دے کہ تمہیں دل کا مرض ہے لہذا چکنائی والی چیزیں مثلاً پراٹھا، سموسے، پکوڑے وغیرہ کھانا بالکل ترک کر دو ورنہ

تمہاری تکلیف میں اضافہ ہو جائے گا تو میں محض ایک ڈاکٹر کی بات پر اعتبار کر کے آئندہ نقصان سے بچنے کے لئے ان اشیاء کو ان کی تمام تر لذت کے باوجود چھوڑ دیتا ہوں تو کیا یہ نادانی نہیں ہے کہ میں نے ایک بندے کے ڈرانے پر اپنی لذتوں کو چھوڑ دیا لیکن تمام کائنات کے خالق ﷻ کے وعدہ عذاب کو سچا جانتے ہوئے اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کو ترک نہیں کرتا۔ اس انداز سے غور و فکر کرنے کی برکت سے مذکورہ رکاوٹ دور ہو جائے گی اور توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔ ان شاء اللہ ﷻ

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ (یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو)

اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ (میں اللہ عز و جل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔)

دوسری وجہ دل پر گناہوں کی لذت کا غلبہ

بعض اوقات انسان کے دل و دماغ پر مختلف گناہوں مثلاً زنا، شراب نوشی، بدنگاہی، نامحرم عورتوں سے ہنسی مذاق، فلم بینی وغیرہ کی لذت کا اس قدر غلبہ ہو جاتا ہے کہ وہ ان گناہوں کو چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ان گناہوں کے بغیر اسے اپنی زندگی بہت اداس اور ویران محسوس ہوتی ہے، یوں وہ توبہ سے محروم رہتا ہے۔

اس کا حل:

اس قسم کی صورت حال سے دوچار شخص اس طرح سوچ و بچار کرے کہ جب میں زندگی کے مختصر ایام میں ان لذتوں کو نہیں چھوڑ سکتا تو مرنے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لذتوں (یعنی جنت کی نعمتوں) سے محرومی کیسے گوارہ کروں گا؟ جب میں صبر کی آزمائش برداشت نہیں کر سکتا تو نارِ جہنم کی تکلیف کس طرح برداشت کروں گا؟ ان گناہوں میں لذت یقیناً ہے لیکن ان کا انجام طویل غم کا سبب ہے، جیسا کہ کسی بزرگ نے ارشاد فرمایا:

”کبھی لذت کی وجہ سے گناہ نہ کرو کہ لذت جاتی رہے گی لیکن گناہ تمہارے ذمے باقی رہ جائے گا اور کبھی مشقت کی وجہ سے نیکی کو ترک نہ کرو کہ مشقت کا اثر ختم ہو جائے گا لیکن نیکی تمہارے نامہ اعمال میں محفوظ رہے گی۔“

ان شاء اللہ ﷻ اس انداز سے غور و فکر کرنے کی برکت سے مذکورہ رکاوٹ دور ہو جائے گی اور توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔ جب ایسا شخص نیکیوں کی وجہ سے حاصل ہونے والے سکونِ قلب کو ملاحظہ کرے گا تو گناہوں کی لذت کو بھول جائے گا جیسا کہ ایک شخص جسے دال بڑی پسند تھی اور وہ کسی دوسرے کھانے حتیٰ کہ گوشت کو بھی خاطر میں نہ لاتا تھا۔ اس کا دوست اسے مرغی کھانے کی دعوت دیتا لیکن وہ یہ کہہ کر اس دعوت کو ٹھکرا دیتا کہ اس دال میں جو لذت ہے کسی اور کھانے میں کہاں؟ آخر کار ایک دن جب اس کے دوست نے اسے مرغی کھانے کی دعوت دی تو اس نے سوچا کہ آج مرغی بھی کھا کر دیکھ لیتے ہیں کہ اس کا ذائقہ کیسا ہے اور مرغی کھانے لگا۔ جب اس نے پہلا لقمہ منہ میں رکھا تو اسے اتنی لذت محسوس ہوئی کہ اپنی پسندیدہ دال کو بھول گیا اور کہنے لگا: ”ہٹاؤ اس دال کو، اب میں مرغی ہی کھایا کروں گا۔“ بلاشبہ جب تک کوئی شخص محض گناہوں کی لذت میں مبتلا اور نیکیوں کے سکون سے نا آشنا ہوتا ہے، اسے یہ گناہ ہی رونقِ زندگی محسوس ہوتے ہیں لیکن جب اسے نیکیوں کا نور حاصل ہو جاتا ہے تو وہ گناہوں کی لذت کو بھول جاتا ہے اور نیکیوں کے ذریعے سکونِ قلب کا متلاشی ہو جاتا ہے۔

تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ (یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو)

اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ (میں اللہ عز و جل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔)

تیسری وجہ طویل عرصہ زندہ رہنے کی امید

توبہ میں تاخیر کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ نفس و شیطان اس طرح انسان کا ذہن بناتے ہیں کہ ابھی تو بڑی عمر پڑی ہے بعد میں توبہ کر لینا.. یا.. ابھی تم جوان ہو بڑھاپے میں توبہ کر لینا.. یا.. نوکری سے ریٹائر ہونے کے بعد توبہ کر لینا۔ چنانچہ یہ ”عقل مند“ نفس و شیطان کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے توبہ سے محروم رہتا ہے۔

اس کا حل:

ایسے شخص کو اس طرح غور کرنا چاہیے کہ جب موت کا آنا یقینی ہے اور مجھے اپنی موت کے آنے کا وقت بھی معلوم نہیں تو توبہ جیسی سعادت کو کل پر موقوف کرنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے؟ جس گناہ کو چھوڑنے پر آج میرا نفس تیار نہیں ہو رہا کل اس کی عادت پختہ ہو جانے پر میں اس سے اپنا دامن کس طرح بچاؤں گا؟ اور اس بات کی بھی کیا ضمانت ہے کہ میں بڑھاپے میں پہنچ پاؤں گا یا نوکری سے ریٹائر ہونے تک میں زندہ رہوں گا؟ حدیث میں ہے کہ ”توبہ میں تاخیر کرنے سے بچو کیونکہ موت اچانک آ جاتی ہے۔“

(الترغیب والترہیب، کتاب التوبۃ والزہد، باب الترغیب فی التوبۃ.. الخ، رقم ۱۸، ج ۴، ص ۴۸)

پھر موت تو کسی خاص عمر کی پابند نہیں ہے، بچہ ہو یا بوڑھا، جوان ہو یا اُدھیڑ عمر یہ بلا امتیاز سب کو زندگی کی رونقوں کے بیچ سے اٹھا کر قبر کے گڑھے میں پہنچا دیتی ہے، یہ وہ ہے کہ جب اس کے آنے کا وقت آجائے تو کوئی خوشی یا غم، کوئی مصروفیت یا کسی قسم کے ادھورے کام اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتے، ایک دن مجھے بھی موت آئے گی اور مجھے زیر زمین دفن ہونا پڑے گا، اگر میں بغیر توبہ کے مر گیا تو مجھے کتنی حسرت و ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا، ابھی مہلت میسر ہے لہذا مجھے فوراً توبہ کر لینی چاہیے۔

اس انداز سے غور و فکر کرنے کی برکت سے مذکورہ رکاوٹ دور ہو جائے گی اور توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ (یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو)

اسْتَغْفِرُ اللَّهَ (میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔)

جو سہی وجہ رحمت الہی کے بارے میں دھوکے کا شکار ہونا

ہمارے معاشرے میں اس قسم کے لوگ بھی بکثرت پائے جاتے ہیں کہ جب انہیں گناہوں سے توبہ کی ترغیب دی جائے تو اس قسم کے جملے بول کر لا جواب کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ: ”اللہ تعالیٰ بڑا غفور و رحیم ہے، ہمیں اس کی رحمت پر بھروسہ ہے، وہ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔“ اور توبہ پر آمادہ نہیں ہوتے۔

اس کا حل:

ایسوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رحیم و کریم ہونے میں کسی مسلمان کو شک و شبہ نہیں ہو سکتا لیکن جس طرح یہ دونوں اس کی صفات ہیں اسی طرح قہار اور جبار ہونا بھی رب تعالیٰ کی صفات ہیں۔ اور یہ بات بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ کچھ نہ کچھ مسلمان جہنم میں بھی جائیں گے تو اب آپ ہی بتائیے کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ وہ مسلمان تو غضب الہی کا شکار ہوں اور جہنم میں جائیں لیکن آپ پر رحمت الہی کی چھماچھم برسات ہو اور آپ کو داخل جنت کیا جائے؟ اس سلسلے میں ہمارے اکابرین کا طرز عمل ملاحظہ ہو:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اگر آواز دی جائے کہ ایک شخص کے سوا سب جہنم میں چلے جائیں تو مجھے امید ہے کہ وہ (یعنی جہنم میں نہ جانے

والا) شخص میں ہوں گا اور اگر اعلان کیا جائے کہ ایک آدمی کے علاوہ سب جنت میں داخل ہو جائیں تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ (یعنی جنت میں داخلے سے محروم رہ جانے والا) میں نہ ہوں۔“
(حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابہ من المہاجرین، رقم ۱۴۲، ج ۱، ص ۸۹)

امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: ”اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ایسا خوف رکھو کہ تمہیں گمان ہونے لگے کہ اگر تم تمام اہل زمین کی نیکیاں اس کی بارگاہ میں پیش کرو تو وہ انہیں قبول نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے ایسی امید رکھو کہ تم سمجھو کہ اگر سب اہل زمین کی برائیاں لے کر اس کی بارگاہ میں جاؤ گے تو بھی تمہیں بخش دے گا۔“

(احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، باب بیان ان الفضل هو غلبۃ الخوف... الخ، ج ۴، ص ۲۰۲)
دیانت داری سے سوچئے کہ رحمت الہی ﷻ پر اس قدر یقین کا اظہار کہیں سامنے والے کو خاموش کروانے کے لئے تو نہیں ہے؟ اگر آپ کا یقین اتنا ہی کامل ہے تو کیا آپ اپنا تمام مال و دولت، گھر بار غریبوں میں تقسیم کرنے کے بعد اس بات کے منتظر ہونے کو تیار ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے صدقے آپ کو زمین میں مدفون خزانے کا پتا بتا دے گا... یا.. ڈاکوؤں کی آمد کی اطلاع ہونے پر آپ اپنے گھر میں موجود تمام روپیہ اور زیورات یہ سوچ کر صحن میں ڈھیر کر دینے کی ہمت کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ڈاکوؤں کو اس کی طرف سے غافل کر دے گا یا انہیں اندھا کر دے گا اور اس طرح آپ لٹ جانے سے محفوظ رہیں گے؟ اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہو تو اب آپ کا یقین کامل کہاں رخصت ہو گیا؟ خدا را! نفس و شیطان کے دھوکے سے اپنی جان چھڑائیے کہ گناہ کر کے توبہ کئے بغیر مغفرت کا امیدوار بننے والے کو حدیث نبوی میں

احمق قرار دیا گیا ہے، چنانچہ سرورِ عالم، نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”سمجھ دار وہ شخص ہے جو اپنا محاسبہ کرے اور آخرت کی بہتری کے لئے نیکیاں کرے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے انعامِ آخرت کی امید رکھے۔“

(المسند احمد بن حنبل، حدیث شداد بن اوس، رقم ۱۷۱۳، ج ۶، ص ۷۸،)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کے حلم و بردباری سے دھوکہ میں نہ پڑ جائے، جنت و دوزخ تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے، پھر آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: **فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝** ترجمہ کنز الایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔ (پ ۳۰، الزلزال: ۷، ۸)

(الترغیب والترہیب، کتاب التوبۃ والزہد، باب الترغیب فی التوبۃ... الخ، ۱۸، ج ۴، ص ۴۸)

امید واثق ہے کہ اس نہج پر سوچنے کی برکت سے بہت جلد توبہ کی توفیق مل جائے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ (یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو)

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ (میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔)

بیانجویں وجہ بعدِ توبہ استقامت نہ ملنے کا خوف

بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے آپ پر اعتماد نہیں کہ بعدِ توبہ گناہوں سے بچ پائیں گے یا نہیں؟ اس لئے توبہ کرنے کا کیا فائدہ؟

اس کا حل:

یہ سراسر شیطانی وسوسہ ہے کیونکہ آپ کو کیا معلوم کہ توبہ کرنے کے بعد آپ

زندہ رہیں گے یا نہیں؟ ہو سکتا ہے کہ توبہ کرتے ہی موت آجائے اور گناہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔ وقتِ توبہ آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ ہونا ضروری ہے، گناہوں سے بچنے پر استقامت دینے والی ذاتِ تورب العالمین کی ہے۔ اگر ارتکابِ گناہ سے محفوظ رہنا نہ بھی نصیب ہوا تو بھی کم از کم گزشتہ گناہوں سے جان تو چھوٹ جائے گی اور سابقہ گناہوں کا معاف ہو جانا معمولی بات نہیں۔ اگر بعدِ توبہ گناہ ہو بھی جائے تو دوبارہ پُر خلوص توبہ کر لینی چاہیے کہ ہو سکتا ہے یہی آخری توبہ ہو اور اسی پر دنیا سے جانا نصیب ہو۔ حضرت سیدنا ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”شیطان نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کہا، ”اے میرے رب! مجھے تیری عزت و جلال کی قسم! جب تک بندوں کے جسموں میں روح باقی ہے، میں انہیں بہکاتا رہوں گا۔“ اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا، ”مجھے اپنی عزت و جلال اور بلند مقام کی قسم! میں ہمیشہ اس وقت تک ان کی مغفرت کرتا رہوں گا، جب تک کہ وہ مجھ سے مغفرت مانگتے رہیں گے۔“ (المسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، رقم ۱۱۲۳، ج ۳، ص ۵۸)

اور حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ ”جب کوئی بندہ گناہ کر لیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ ”اے مولا! میں نے گناہ کر لیا، مجھے معاف کر دے۔“ تو اللہ ﷻ فرماتا ہے، ”میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب عز و جل ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور اس پر پکڑ بھی لیتا ہے، (اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ کہ) میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر جتنا رب ﷻ چاہتا ہے بندہ ٹھہرا رہتا ہے، اس کے بعد پھر کوئی گناہ کر لیتا ہے، پھر عرض کرتا ہے، ”یا الہی ﷻ! میں نے پھر گناہ کر لیا، بخش دے۔“ تو رب کریم ﷻ فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب

ﷺ ہے جو گناہ پر پکڑ بھی لیتا ہے اور معاف بھی کر دیتا ہے، (اے فرشتو! گواہ رہنا کہ) میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔“

پھر جتنا رب ﷻ چاہے وہ بندہ ٹھہرا رہتا ہے اور پھر مزید گناہ کر بیٹھتا ہے، اور دوبارہ عرض کرتا ہے، ”یا رب کریم ﷻ! مجھے معاف کر دے۔“ تو رب ﷻ فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور اس پر پکڑ بھی لیتا ہے۔ (اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ کہ) میں نے اپنے بندے کی بخشش فرمادی، اب جو چاہے کرے۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، رقم ۷۵۰، ج ۴، ص ۵۷)

اس انداز سے غور و فکر کرنے کی برکت سے مذکورہ رکاوٹ دور ہو جائے گی اور توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔ ان شاء اللہ ﷻ

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ (یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو)

اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ (میں اللہ عز و جل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔)

جسٹسی وجہ کثرتِ گناہ کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہو جانا

بعض لوگ بد قسمتی سے طویل عرصے تک بڑے بڑے گناہوں مثلاً چوری، قتل، ڈاکے، دہشت گردی وغیرہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ شیطان ان کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ اتنے بڑے بڑے گناہوں کے بعد تجھے معافی نہیں ملنے والی.. یا.. اب تیری بخشش ہونا مشکل ہے۔ علمِ دین سے محروم یہ افراد مایوسی کا شکار ہو کر گناہوں پر مزید دلیر ہو جاتے ہیں اور توبہ سے محروم رہتے ہیں۔

اس کا حل:

ایسے بھائیوں سے گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا

چاہئے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ
الذُّنُوبَ جَمِيعًا“ ترجمہ کنز الایمان: اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب
گناہ بخش دیتا ہے۔“ (پ ۲۴، الزمر: ۵۳)

رحمتِ خداوندی کس طرح اپنے امیدوار کو آغوش میں لیتی ہے، اس کا اندازہ
درج ذیل روایات سے لگائیے.....

مکی مدنی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ”حق تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ
مہربان ہے، جتنا کہ ایک ماں اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے۔“
(صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب فی سعة رحمۃ اللہ تعالیٰ، رقم ۵۴۵۲، ص ۱۲۷۲)

نور مجسم، شاہ بنی آدم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ، ”اللہ تعالیٰ کی سورتیں ہیں، ننانوے
رحمتیں، اس نے قیامت کے لئے رکھی ہیں اور دنیا میں فقط ایک رحمت ظاہر فرمائی ہے۔
ساری مخلوق کے دل اسی ایک رحمت کے باعث رحیم ہیں۔ ماں کی شفقت و محبت اپنے
بچے پر اور جانوروں کی اپنے بچے پر مامتا، اسی رحمت کے باعث ہے۔ قیامت کے دن
ان ننانوے رحمتوں کے ساتھ اس ایک رحمت کو جمع کر کے مخلوق پر تقسیم کیا جائے گا، اور ہر
رحمت آسمان و زمین کے طبقات کے برابر ہوگی۔ اور اس روز سوائے ازلی بد بخت کے
اور کوئی تباہ نہ ہوگا۔“ (کنز العمال، کتاب التوبہ، رقم ۱۰۴۰۰، ص ۱۰۷)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو شخصوں کو جہنم سے باہر لایا جائے
گا۔ حق تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”جو عذاب تم نے دیکھا وہ تمہارے ہی عملوں کے سبب سے
تھا، میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہوں۔“ پھر ان کو دوبارہ جہنم میں ڈالے جانے کا حکم
دیا جائے گا۔ ان میں سے ایک شخص جلدی جلدی دوزخ کی طرف جائے گا اور کہتا جائے

گا، کہ ”میں گناہوں کے بوجھ سے اتنا ڈر گیا ہوں کہ اب اس حکم کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کر سکتا۔“

اور دوسرا کہے گا کہ، ”یا الہی ﷻ! میں نیک گمان رکھتا تھا اور مجھے امید تھی کہ ایک مرتبہ دوزخ سے نکالنے کے بعد، دوبارہ دوزخ میں ڈالنا، تیری رحمت گوارا نہ کرے گی۔“ تب اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئیگی اور ان دونوں کو جنت میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ (ترمذی، کتاب صفۃ الجہنم، جلد ۴، ص ۲۶۹، بخیر)

پیارے اسلامی بھائیو! انسان سے چاہے کتنے ہی گناہ کیوں نہ ہو جائیں لیکن جب وہ نادام ہو کر توبہ کے لئے بارگاہِ الہی ﷻ میں حاضر ہو جائے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں چنانچہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم گناہ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تب بھی اللہ ﷻ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب التوبہ، باب ذکر التوبہ، رقم ۴۲۴۸، ج ۴، ص ۴۹۰)

جبکہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک بندے کی روح حلقوم تک نہ پہنچ جائے اللہ ﷻ بندے کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبہ، رقم ۴۲۵۳، ج ۴، ص ۴۹۲)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص نے ننانوے قتل کئے تھے۔ جب اس نے اہل زمین میں سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو اسے ایک راہب کے بارے میں بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس پہنچا اور اس سے کہا: ”میں نے ننانوے قتل کئے ہیں کیا میرے لئے توبہ کی کوئی

صورت ہے؟“ راہب نے کہا: ”نہیں۔“ اس نے اسے بھی قتل کر دیا اور سو کا عدد پورا کر لیا۔ پھر اس نے اہل زمین میں سب سے بڑے عالم کے بارے میں سوال کیا تو اسے ایک عالم کے بارے میں بتایا گیا تو اس نے اس عالم سے کہا: ”میں نے سقتل کئے ہیں کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟“ اس نے کہا ”ہاں! اللہ ﷻ اور توبہ کے درمیان کیا چیز رکاوٹ بن سکتی ہے؟ فلاں فلاں علاقہ کی طرف جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ ﷻ کی عبادت کرتے ہیں ان کے ساتھ مل کر اللہ ﷻ کی عبادت کرو اور اپنے علاقہ کی طرف واپس نہ آنا کیونکہ یہ برائی کی سرزمین ہے۔“

وہ قاتل اس علاقہ کی طرف چل دیا جب وہ آدھے راستے میں پہنچا تو اسے موت آگئی۔ رحمت اور عذاب کے فرشتے اس کے بارے میں بحث کرنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہنے لگے: ”یہ توبہ کے دلی ارادے سے اللہ ﷻ کی طرف آیا تھا۔“ اور عذاب کے فرشتے کہنے لگے کہ اس نے کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ تو ان کے پاس ایک فرشتہ انسانی صورت میں آیا اور انہوں نے اسے ثالث مقرر کر لیا۔ اس فرشتے نے ان سے کہا: ”دونوں طرف کی زمینوں کو ناپ لو یہ جس زمین کے قریب ہوگا اسی کا حق دار ہے۔“ جب زمین ناپی گئی تو وہ اس زمین کے قریب تھا جس کے ارادے سے وہ اپنے شہر سے نکلا تھا تو رحمت کے فرشتے اسے لے گئے۔ (کتاب التوابین، توبہ من قتل مائۃ نفس، ص ۸۵)

امید ہے ان سطور کے مطالعے کے بعد مذکورہ اسلامی بھائی بھی توبہ کرنے کی سعادت پالیں گے۔ ان شاء اللہ ﷻ

تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ (یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو)

اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ (میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔)

بري صحبت ميں مبتلا ہونا

ساتویں وجہ

بعض بھائیوں کا اٹھنا بیٹھنا ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو ”ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھے بھی لے ڈوبیں گے“ کے مصداق ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسے لوگ نہ خود گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے دوستوں میں سے کسی کو توبہ کی طرف مائل ہونے دیتے ہیں۔ بلکہ اگر کوئی ان کی ”محفل“ سے غیر حاضری کر کے کسی دینی محفل میں شرکت کے لئے چلا جائے اور دوسرے دن انہیں نیکی کی دعوت پیش کرے تو اس کا خوب مذاق اڑاتے ہیں۔

اس کا حل:

پیارے اسلامی بھائیو! ہر صحبت اپنا اثر رکھتی ہے، پیارے آقا، مکی مدنی سلطان، رحمت عالمیان ﷺ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، ”اچھے اور برے مصاحب کی مثال، مثنک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے، کستوری اٹھانے والا تمہیں تحفہ دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اس سے عمدہ خوشبو آئے گی، جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلانے گا یا تمہیں اس سے ناگوار بو آئے گی۔“

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب مجالسة الصالحين، الخ، رقم، ۲۶۲۸، ص ۱۴۱۴)

اس لئے ہمت کر کے پہلی فرصت میں بری صحبت سے اجتناب کریں کہ اگر ہم ایسے افراد کی صحبت اختیار کئے رہیں گے جو ارتکابِ گناہ میں کسی قسم کی شرم محسوس نہ کریں اور ان کا مطمع نظر صرف دنیا ہو تو سچی توبہ کا نصیب ہونا محض ایک خواب ہے۔ لہذا! نیک صحبت اختیار کریں کہ جب ہمیں ایسے اسلامی بھائیوں کی صحبت میسر آئے گی جو اپنے ہر فعل میں اللہ

تعالیٰ کی گرفت کا خیال رکھنے والے ہوں اور عذابِ جہنم کے خوف کی وجہ سے ارتکابِ گناہ سے بچتے ہوں تو ہمارے اندر بھی ان عمدہ اوصاف کا ظہور ہونا شروع ہو جائے گا۔ پھر ہم بھی جلوت و خلوت میں اللہ ﷻ سے ڈرنے والے بن جائیں گے اور یہ خوفِ خدا ﷻ ہمیں سابقہ زندگی میں کئے ہوئے گناہوں پر توبہ کرنے کی طرف مائل کرے گا۔ ان شاء اللہ ﷻ

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ (یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو)

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ (میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔)

آسرویس وجہ اپنے بارے میں خوش فہمی کا شکار ہونا

بعض بھائی اس خوش فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ ہم بہت پہلے توبہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں، لہذا! ہمیں توبہ کی حاجت نہیں۔

اس کا حل:

ایسے بھائیوں کو چاہیے کہ آئندہ صفحات میں دی گئی توبہ کی شرائط کو پڑھیں اور اپنا محاسبہ کریں کہ کیا واقعی ہم سچی توبہ کر چکے ہیں اور کیا بعدِ توبہ ہم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ امید ہے کہ اس محاسبے کے بعد مذکورہ اسلامی بھائی اپنے خیالات پر نظر ثانی کرتے ہوئے توبہ کی سعادت حاصل کر لیں گے۔ ان شاء اللہ ﷻ

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ (یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو)

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ (میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔)

نویس وجہ کسی فتنے کا شکار ہونے کے سبب

بعض بھائی توبہ پر آمادہ ہونے اور بظاہر کوئی رکاوٹ نہ ہونے کے باوجود توبہ سے محروم رہتے ہیں۔ اس کی بڑی اور خفیہ وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی دنیاوی حور کی

”نام نہاد پاکیزہ محبت“ میں مبتلاء ہو چکے ہوتے ہیں، لہذا! انہیں اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ توبہ کرنے اور مدنی ماحول اپنانے کے بعد انہیں اپنی من پسند شے سے ہاتھ دھونے پڑیں گے، چنانچہ وہ توبہ کی خواہش کے باوجود توبہ نہیں کر پاتے۔

اس کا حل:

اس قسم کی آزمائش میں مبتلاء بھائیوں کو چاہیے کہ وہ وقتی لذت کی بجائے اس کے نقصانات مثلاً مال، وقت اور صحت کی بربادی، خاندان کی بدنامی، نیکیوں سے محرومی اور اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی وغیرہا پر نگاہ فرمائیں اور ایسے اعمال اختیار کریں جس سے دنیا میں بھی عافیت نصیب ہو اور آخرت میں کامیابی ملے۔ اس آفت سے چھٹکارے کے لئے اپنے ضمیر سے یہ سوال کریں کہ جو جذبات میں کسی کی بہن یا بیٹی کے بارے میں رکھتا ہوں، اگر کوئی دوسرا میری بہن یا بیٹی کے بارے میں بھی ایسے خیالات رکھتا ہو تو کیا مجھے یہ گوارہ ہوگا؟ اس ضمن میں درج ذیل حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

ایک نوجوان رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، ”یا رسول اللہ ﷺ! مجھے زناء کی اجازت دیجئے۔“ یہ سنتے ہی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلال میں آگئے اور اسے مارنا چاہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”اسے نہ مارو۔“ پھر اسے اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور نہایت نرمی اور شفقت کے ساتھ سوال کیا، ”اے نوجوان! کیا تجھے پسند ہے کہ کوئی تیری ماں سے ایسا فعل کرے؟“ اس نے عرض کی، ”میں اس کو کیسے روارکھ سکتا ہوں؟“ آپ نے ارشاد فرمایا، ”تو پھر دوسرے لوگ تیرے بارے میں اسے کیسے روارکھ سکتے ہیں؟“ پھر آپ نے دریافت فرمایا، ”تیری بیٹی

سے اگر اس طرح کیا جائے تو تو اسے پسند کرے گا؟“ عرض کی نہیں۔“ فرمایا، ”اگر تیری بہن سے کوئی ایسی ناشائستہ حرکت کرے تو؟“ اور اگر تیری خالہ سے کرے تو؟ اسی طرح آپ نے ایک ایک رشتے کے بارے میں سوال فرمایا، اور وہ یہی کہتا رہا کہ مجھے پسند نہیں اور لوگ بھی رضا مند نہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی، ”یا الہی ﷻ! اس کے دل کو پاک کر دے، اس کی شرمگاہ کو بچالے اور اس کا گناہ بخش دے۔“ اس کے بعد وہ نوجوان تمام عمر زناء سے بے زار رہا۔

(المسند للإمام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباہلی، رقم ۲۲۷۴، ج ۸، ص ۲۸۵)

امید ہے کہ اس تفہیم کے بعد مذکورہ اسلامی بھائی توبہ کرنے میں دیر نہیں کریں

گے۔ ان شاء اللہ ﷻ

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ (یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو)

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ (میں اللہ عز و جل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔)

دسویں وجہ دنیاوی ترقی سے محروم ہونے کا خوف

بعض بھائی اس لئے توبہ کی سعادت حاصل نہیں کر پاتے کہ انہیں متوقع طور پر حاصل ہونے والی دنیاوی ترقی سے محرومی کا خوف لاحق ہوتا ہے۔

اس کا حل:

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ

ہے۔“ (شعب الایمان، باب فی الزہد وقصر اللال، رقم ۱۰۵۰۱، ج ۷، ص ۳۳۸)

لہذا! ایسے اسلامی بھائیوں کو غور کرنا چاہیے کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دینا انہیں سوائے ہلاکت کے کچھ نہ دے گا۔ کیونکہ حدیث میں ہے، ”جو شخص اپنی

دنیا سے محبت کرتا ہے تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے تو (اے مسلمانو!) فنا ہونے والی چیز (یعنی دنیا) کو چھوڑ کر باقی رہنے والی چیز (یعنی آخرت) کو اختیار کر لو۔“

(المسند لایمام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسیٰ الاشعری، رقم ۱۹۷۱، ۷، ص ۱۶۵)

نیز آخرت کے مقابلے میں دنیا کی کیا حیثیت ہے، اس سلسلے میں فرمانِ مصطفیٰ ﷺ ملاحظہ ہو: ”اللہ عز وجل کی قسم! دنیا آخرت کے مقابل ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے پھر دیکھے کہ انگلی کتنا پانی لے کر لوٹی ہے۔“

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق، رقم الحدیث ۵۱۵۶، ج ۳، ص ۱۰۵)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ (یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو)

اسْتَغْفِرُ اللَّهَ (میں اللہ عز وجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔)

گیارہویں وجہ اہل خانہ کی تنقید

بعض بھائی توبہ کر کے اپنا طرز زندگی بدلنا چاہتے ہیں لیکن جو نبی وہ کوئی عملی قدم اٹھاتے ہیں ان کے گھر والے آڑے آجاتے ہیں اور انہیں اس طرح ”سمجھاتے“ نظر آتے ہیں کہ دیکھ ابھی تو تم جوان ہو، بڑھاپے میں داڑھی رکھ لینا، ”ابھی تو تمہاری شادی بھی کرنی ہے اگر تم کسی دینی ماحول سے وابستہ ہو گئے تو کوئی تمہیں اپنی لڑکی نہیں دے گا“ وغیرہ وغیرہ

اس کا حل:

اس سلسلے میں ذرا سی ہمت کی ضرورت ہے، اگر ارادہ پختہ ہو اور نگاہِ رحمتِ الہی پر ہو تو مشکل مراحل بھی آسانی طے ہو جایا کرتے ہیں۔ لہذا! گھر والوں کی تنقید

سے ہرگز مت گھبرائیں اور نہ ہی ان کے ڈرانے پر خوف زدہ ہوں بلکہ ان سے الجھے بغیر گناہوں کو ترک کرنے اور نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرنے کا سلسلہ جاری رکھیں۔ اس ضمن میں شیخ طریقت امیر اہل سنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ ”گھر میں مدنی ماحول بنانے کے مدنی پھولوں“ پر عمل کرنا بے حد مفید ثابت ہوگا۔

”گھر میں مدنی ماحول“ کے پندرہ حروف کی نسبت

سے ۱۵ مدنی پھول

- ۱۔ گھر میں آتے جاتے بلند آواز سے سلام کریں۔
- ۲۔ والد یا والدہ کو آتادیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو جائیں۔
- ۳۔ دن میں کم از کم ایک بار اسلامی بھائی والد صاحب کا اور اسلامی بہنیں ماں کا ہاتھ اور پاؤں چوما کریں۔
- ۴۔ والدین کے سامنے آواز دھیمی رکھیں، ان سے آنکھیں ہرگز نہ ملائیں۔
- ۵۔ ان کا سونپا ہوا ہر وہ کام جو خلاف شرع نہ ہو فوراً کر ڈالیں۔
- ۶۔ ماں بلکہ گھر (اور باہر) کے ایک دن کے بچے کو بھی آپ کہہ کر ہی مخاطب ہوں۔
- ۷۔ اپنے محلہ کی مسجد میں عشاء کی جماعت کے وقت سے لے کر دو گھنٹے کے اندر اندر سو جایا کریں کاش! تہجد میں آنکھ کھل جائے ورنہ کم از کم نماز فجر تو باسانی (مسجد کی پہلی صف میں باجماعت) میسر آئے اور پھر کام کاج میں بھی سستی نہ ہو۔
- ۸۔ گھر میں اگر نمازوں کی سستی، بے پردگی، فلموں ڈراموں اور گانے باجوں کا سلسلہ ہو تو بار بار نہ ٹوکیں، سب کو نرمی کے ساتھ سنتوں بھرے بیانات کی

کیٹیں سنائیں۔ ان شاء اللہ عزوجل ”مدنی“ نتائج برآمد ہوں گے۔

۹۔ گھر میں کتنی ہی ڈانٹ بلکہ مار بھی پڑے، صبر صبر اور صبر کیجئے۔ اگر آپ زبان چلائیں گے تو ”مدنی ماحول“ بننے کی کوئی امید نہیں بلکہ مزید بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے کہ بے جا سختی کرنے سے بسا اوقات شیطان لوگوں کو ضدی بنا دیتا ہے۔ لہذا غصہ، چڑچڑاپن اور جھاڑنے وغیرہ کی عادت بالکل ختم کر دیں۔

۱۰۔ گھر میں روزانہ (ابوابِ فیضان سنت کا درس ضرور ضرور ضرور دیں یا سنیں۔

۱۱۔ اپنے گھر والوں کی دنیا و آخرت کی بہتری کے لئے دل سوزی کے ساتھ دعا بھی کرتے رہیں کہ دعاء مومن کا ہتھیار ہے۔

۱۲۔ سسرال میں رہنے والیاں جہاں گھر کا ذکر ہے وہاں سسرال اور جہاں والدین کا ذکر ہے وہاں ساس اور سسر کے ساتھ وہی حسن سلوک بجالائیں جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔

۱۳۔ مسائل القرآن ص ۲۹۰ پر ہے، ہر نماز کے بعد ذیل میں دی ہوئی دعا اول و آخر دُرود شریف کے ساتھ ایک بار پڑھ لیں۔ ان شاء اللہ عزوجل بال بچے سنتوں کے پابند بنیں گے اور گھر میں مدنی ماحول قائم ہوگا۔

(اللَّهُمَّ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا

لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۝ (پ ۱۹، الفرقان ۷۴)

ترجمہ کنز الایمان۔ اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

(۱۴) نافرمان بچے یا بڑا جب سویا ہو تو اس کے سرہانے کھڑے ہو کر ذیل میں دی ہوئی

آیات صرف ایک بار اتنی آواز سے پڑھیں کہ اس کی آنکھ نہ کھلے۔ (مدّت ۱۱ تا ۲۱ دن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِیْدٌ لَا فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ، (بلکہ وہ کمال شرف والا ہے لوح محفوظ میں (البروج: ۲۱، ۲۲)
(اول، آخر، ایک مرتبہ درود شریف)

(۱۵) نیز نافرمان اولاد کو فرماں بردار بنانے کے لیے تاحصول مراد نماز فجر کے بعد آسمان کی طرف رخ کر کے ”یَاشْهَیْدُ“ ۲۱ بار پڑھیں (اول، آخر، ایک بار درود شریف)۔

مدنی التجا: نافرمانوں کو فرماں بردار بنانے کے لیے اُوراد شروع کرنے سے قبل سیدنا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ایصال ثواب کے لیے ۲۵ روپے کی دینی کتابیں تقسیم کر دیں۔

شرم و جھجک

بارھویں وجہ

کچھ بھائی ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی توبہ کی راہ میں مذکورہ رکاوٹوں میں سے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی لیکن وہ پھر بھی یہ سوچ کر توبہ سے محروم رہتے ہیں کہ توبہ کرنے کے بعد جب میرا انداز زندگی تبدیل ہوگا مثلاً پہلے میں نمازیں قضا کر دیا کرتا تھا مگر بعد توبہ پانچ وقت مسجد کا رخ کرتے دکھائی دوں گا، پہلے میں شیوڈ تھا بعد توبہ میرے چہرے پر سنت مصطفیٰ ﷺ یعنی داڑھی شریف بھی ہوئی نظر آئے گی، پہلے میں خلاف سنت لباس زیب تن کرتا تھا مگر بعد توبہ میرے بدن پر سنت کے مطابق لباس دکھائی دے گا، علیٰ ہذا القیاس،..... تو لوگ مجھے عجیب لگا ہوں سے دیکھیں گے اور مجھے شرم محسوس ہوگی۔

اس کا حل:

اس قسم کے ”شرمیلے بھائیوں“ کی خدمت میں عرض ہے کہ یقیناً یقیناً یہ بھی شیطانی وسوسہ ہے۔ ذرا سوچئے تو سہی کہ آج ان لوگوں کی پرواہ کرتے ہوئے اگر آپ

نبی کے راستے پر چلنے سے کتر اتے رہے اور سنتوں سے منہ موڑتے رہے لیکن کل جب قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اپنا نامہ اعمال پڑھ کر سنا پڑے گا اور اگر اس میں گناہ ہی گناہ ہوئے تو کس قدر شرم آئے گی۔ لہذا! آخرت میں شرمندہ ہونے سے بچنے کے لئے دنیا کی عارضی شرم و جھجک کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فوراً توبہ کی سعادت حاصل کر لینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ (یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو)

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ (میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔)

سچی توبہ کسے کہتے ہیں؟

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو!

یاد رکھئے کہ ٹھنڈی آہیں بھرنے.. یا.. اپنے گالوں پر چیت مارنے.. یا.. اپنے ناک اور کانوں کو ہاتھ لگانے.. یا.. اپنی زبان دانتوں تلے دبالیئے.. یا.. سر ہلاتے ہوئے ”توبہ، توبہ، توبہ“ کی گردان کرنے کا نام توبہ نہیں ہے بلکہ سچی توبہ سے مراد یہ ہے کہ بندہ کسی گناہ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی جان کر اس پر نادم ہوتے ہوئے رب ﷻ سے معافی طلب کرے اور آئندہ کے لئے اس گناہ سے بچنے کا پختہ ارادہ کرتے ہوئے، اس گناہ کے ازالہ کے لئے کوشش کرے، یعنی نماز قضا کی تھی تو اب ادا بھی کرے، چوری کی تھی یا رشوت لی تھی تو بعد توبہ وہ مال اصل مالک یا اس کے ورثاء کو واپس کرے یا معاف کروالے اور ان دونوں (یعنی اصل مالک یا ورثاء) کے نہ ملنے کی صورت میں اصل مالک کی طرف سے راہِ خدا میں صدقہ کر دے۔ علیٰ هذا القیاس (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، جلد ۱، نصف اول، ص ۷۷)

پیارے اسلامی بھائیو!

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن کئی توبہ کرنے والے ایسے ہوں گے جن کو گمان ہوگا کہ وہ توبہ کرنے والے ہیں، حالانکہ وہ توبہ کرنے والے نہیں ہیں۔ یعنی توبہ کا طریقہ اختیار نہیں کیا، ندامت نہیں ہوئی، گناہوں سے رک جانے کا عزم نہیں کیا، جن پر ظلم کیا ہے ان سے معاف نہیں کرایا اور نہ ان کو حق دیا بشرطیکہ ممکن تھا، البتہ! جس نے کوشش کی اور ناکامی کی صورت میں اہل حقوق کے لیے استغفار کیا، تو امید ہے کہ اللہ ﷻ اہل حقوق کو راضی کر کے اسے چھڑا لے گا۔“

(مکاشفۃ القلوب، الباب السابع عشر فی بیان الامانۃ والتوبۃ، ص ۶۲)

توبہ کی شرائط

شرح فقہ اکبر میں ہے: ”مشائخ عظام نے فرمایا کہ توبہ کے تین ارکان ہیں۔ (۱) ماضی پر ندامت۔ (۲) حال میں اس گناہ کو چھوڑ دینا۔ (۳) اور مستقبل میں اس کی طرف نہ لوٹنے کا پختہ ارادہ۔ یہ شرائط اس وقت ہوں گی کہ جب یہ توبہ ایسے گناہوں سے ہو کہ جو توبہ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوں جیسے شراب پینا۔

اور اگر اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں کمی پر توبہ کی ہے جیسے نماز، روزے اور زکوٰۃ تو ان کی توبہ یہ ہے کہ اولاً ان میں کمی پر نادم و شرمندہ ہو پھر اس بات کا پکا ارادہ کرے کہ آئندہ انہیں فوت نہ کرے گا اگرچہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنے کے ساتھ ہو پھر تمام فوت شدہ کو قضا کرے۔

اور اگر توبہ ان گناہوں پر تھی کہ جن کا تعلق بندوں سے ہے، پس اگر وہ توبہ

مظالم اموال سے تھی تو یہ توبہ ان چیزوں کے ساتھ ساتھ کہ جن کو ہم حقوق اللہ میں پہلے بیان کر چکے ہیں، مال کی ذمہ داری سے نکلنے اور مظلوم کو راضی کرنے پر موقوف ہوگی، اس صورت کے ساتھ کہ یا تو ان سے اس مال کو حلال کروالے (یعنی معاف کروالے) یا انہیں لوٹا دے، یا (اگر وہ نہ ہوں تو) انہیں (دے کہ) جو ان کے قائم مقام ہوں جیسے وکیل یا وارث وغیرہ۔

اور قیہ میں ہے کہ: ”ایک شخص پر کچھ ایسے لوگوں کے دین مثلاً غصب شدہ چیز، مظالم اور دیگر جرائم ہیں کہ جن کو یہ نہیں پہچانتا، تو ادائیگی کی نیت سے دیون کی مقدار مال، فقیروں پر صدقہ کرے، (پھر) اگر وہ انہیں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے کے بعد پائے تو ان سے معافی طلب کرے۔“

اور اگر توبہ ایسے مظالم سے ہو کہ جو اعراض (یعنی کسی کی عزت سے تعلق رکھتے) ہیں جیسے زنا کی تہمت لگانا اور غیبت، تو ان کی توبہ میں، حقوق اللہ کے سلسلے میں بیان کردہ چیزوں کے علاوہ یہ ہے کہ جن پر تہمت لگائی یا جن کی غیبت کی انہیں اس بات کی خبر دے کہ جو اس نے ان کے بارے میں کہی تھی اور (پھر) ان سے معافی طلب کرے۔ پھر اگر یہ دشوار ہو تو ارادہ کرے کہ جب بھی ان کو پائے گا تو معافی طلب کرے گا۔ پھر اگر یہ عاجز آجائے بایں طور کہ مظلوم مر گیا تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے اور اس کے فضل و کرم سے امید رکھے کہ وہ اس کے مد مقابل کو اپنے احسان کے خزانوں کے ذریعے، اس سے راضی فرما دے گا، کیونکہ وہ جواد، کریم، رؤف اور رحیم ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، نصف اول، ص ۹۷)

مشائخ کرام رحمہم اللہ کی تصریح کے مطابق توبہ کے لئے چار امور کا ہونا ضروری

ہے۔

- (i) پہلے اس گناہ کا ارتکاب ہو چکا ہو،
- (ii) اس گناہ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سمجھ کر اس پر نادم ہو،
- (iii) اسے آئندہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کیا جائے،... اور...
- (iv) اس گناہ کی تلافی کرے۔

ان شرائط کی تفصیل

(i) پہلے اس گناہ کا ارتکاب ہو چکا ہو:

یعنی توبہ سے ماضی میں کئے گئے گناہ معاف ہوں گے نہ کہ زمانہ مستقبل میں ارتکاب گناہ کی اجازت ملے گی، لہذا! آئندہ زمانے میں گناہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوئے اس پر پیشگی توبہ کرنا، پھر گناہ کرنا بہت بڑی جرأت ہے، کیا معلوم کہ انسان گناہ کرنے کے بعد توبہ کرنے کے لئے زندہ رہے گا بھی یا نہیں؟

(ii) اس گناہ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سمجھ کر اس پر نادم ہو:

توبہ گناہ کو چھوڑنے کا نام ہے اور کسی چیز کو چھوڑنا اسی وقت ممکن ہے جب اس کی پہچان ہو، لہذا! سب سے پہلے گناہوں کی معرفت کا ہونا بے حد ضروری ہے کیونکہ جب تک بندہ گناہ کو گناہ نہیں سمجھے گا اس سے توبہ کیسے کرے گا؟ گناہوں کی معرفت کے لئے سیدنا امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف ”احیاء العلوم“ اور علامہ شمس الدین ذہبی علیہ الرحمۃ کی تالیف ”کتاب الکبائر“، مکتبہ المدینہ کی شائع کردہ کتاب ”جہنم میں لے جانے والے اعمال“ اور ”رسائل امیر اہل سنت مدظلہ العالی“ کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔

نیز توبہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ کسی گناہ کو اس لئے چھوڑے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، لہذا! اگر کسی شخص کے خوف یا طبعی نقصان کی وجہ سے کسی گناہ کو ترک کیا مثلاً جگر کے امراض کی وجہ سے شراب نوشی ترک کی یا بدنامی کے خوف سے زنا کرنا چھوڑ دیا تو ایسا شخص تائب نہیں کہلائے گا اور نہ ہی اسے توبہ کا ثواب اور فضائل حاصل ہوں گے اگرچہ گناہ کو چھوڑنا بھی ایک سعادت ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ ندامت قلبی کس طرح حاصل ہو کیونکہ قلبی جذبات پر تو انسان کا اختیار نہیں؟ اس کے لئے درج ذیل گزارشات پر عمل کریں،.....

(۱) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس طرح غور و فکر کریں کہ ”اس نے مجھے کروڑہا نعمتوں سے نوازا مثلاً مجھے پیدا کیا،..... مجھے زندگی باقی رکھنے کے لئے سانس عطا فرمائیں،..... چلنے کے لئے پاؤں دیئے،..... چھونے کے لئے ہاتھ دیئے،..... دیکھنے کے لئے آنکھیں عطا فرمائیں،..... سننے کے لئے کان دیئے،..... سو گھسنے کے لئے ناک دی،..... بولنے کے لئے زبان عطا کی اور کروڑہا ایسی نعمتیں عطا فرمائیں جن پر آج تک میں نے کبھی غور نہیں کیا۔“ پھر اپنے آپ سے یوں سوال کرے: ”کیا اتنے احسانات کرنے والے رب تعالیٰ کی نافرمانی کرنا مجھے زیب دیتا ہے؟“

(۲) گناہوں کے انجام کے طور پر جہنم میں دیئے جانے والے عذاب الہی کی شدت کو اپنے دل و دماغ میں حاضر کریں مثلاً سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ ”دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب جس کو ہوگا اسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اھون اھل النار عذاباً، رقم ۴۶، ص ۱۳۴)

”اگر اس زرد پانی کا ایک ڈول جو دوزخیوں کے زخموں سے جاری ہوگا دنیا

میں ڈال دیا جائے تو دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔“

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب ماجاء فی صفۃ شراب اہل النار، رقم ۲۵۹۳، ج ۴، ص ۲۶۳)

”دوزخ میں سختی اونٹ کے برابر سانپ ہیں، یہ سانپ ایک مرتبہ کسی کو کاٹے

تو اس کا درد اور زہر چالیس برس تک رہے گا۔ اور دوزخ میں پالان بندھے ہوئے

نچروں کے مثل بچھو ہیں تو ان کے ایک مرتبہ کاٹنے کا درد چالیس سال تک رہے گا۔“

(المسند لمام احمد بن حنبل، حدیث عبد اللہ، بن الحارث بن جزء الزبیدی، رقم ۱۷۷۲۹، ج ۶، ص ۲۱۷)

”تمہاری یہ آگ جسے ابن آدم روشن کرتا ہے، جہنم کی آگ سے ستر درجے کم

ہے۔“ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! جلانے کے

لئے تو یہی کافی ہے؟“ ارشاد فرمایا ”وہ اس سے اُنہتر (۶۹) درجے زیادہ ہے، ہر درجے

میں یہاں کی آگ کے برابر گرمی ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا و اھلھا، باب فی شدۃ حرنا جہنم، رقم ۲۸۴۳، ص ۱۵۲۳)

پھر اپنے آپ سے یوں مخاطب ہوں: ”اگر مجھے جہنم میں ڈال دیا گیا تو میرا یہ

نرم و نازک بدن اس کے ہولناک عذابات کو کس طرح برداشت کر پائے گا؟ جبکہ جہنم میں

پہنچنے والی تکالیف کی شدت کے سبب انسان پر نہ تو بے ہوشی طاری ہوگی اور نہ ہی اسے موت

آئے گی۔ آہ! وہ وقت کتنی بے بسی کا ہوگا جس کے تصور سے ہی دل کانپ اٹھتا ہے۔ کیا یہ

رونے کا مقام نہیں؟ کیا اب بھی گناہوں سے وحشت محسوس نہیں ہوگی اور دل میں نیکیوں کی

محبت نہیں بڑھے گی؟ کیا اب بھی بارگاہِ خداوندی عزوجل میں سچی توبہ پر دل مائل نہیں ہوگا؟“

امید ہے کہ بار بار اس انداز سے فکرِ مدینہ کرنے کی برکت سے دل میں

ندامت پیدا ہو جائے گی اور سچی توبہ کی توفیق مل جائے گی۔ ان شاء اللہ ﷻ

(iii) گناہ کو آئندہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کیا جائے:

یعنی اپنے دل میں اس بات کا پختہ اور مضبوط ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی ان گناہوں کا ارتکاب نہیں کروں گا۔ چنانچہ اگر کوئی شخص فی الحال تو گناہ چھوڑ دے لیکن دل میں ہو کہ دوبارہ اگر موقع ملا تو کر لوں گا یا سرے سے اس گناہ کو چھوڑنے کا ارادہ متزلزل ہو تو ایسا شخص وقتی طور پر گناہوں سے رک جانے کے باوجود تائب نہیں کہلائے گا بلکہ گناہ پر قائم رہتے ہوئے توبہ کرنے والوں کو سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنے رب ﷻ سے مذاق کرنے والا قرار دیا ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ گناہ پر قائم رہ کر توبہ کرنے والا اپنے رب ﷻ کا مذاق اڑانے والے کی طرح ہے۔“

(شعب الایمان، باب فی معالجتھ کل ذنب بالتوبۃ، رقم ۷۸۷۸، ج ۵، ص ۴۳۶)

(iv) گناہوں کی تلافی کرے:

اس سلسلے میں انسان کو چاہیے کہ بالغ ہونے سے لے کر اب تک اپنی تمام سابقہ زندگی کے ہر لمحے، ہر گھڑی، ہر دن، ہر سال کا تفصیلی محاسبہ کرے کہ وہ کن کن گناہوں اور کوتاہیوں میں ملوث رہا ہے؟ اس کے کانوں، آنکھوں، ہاتھ پاؤں، پیٹ، زبان، دل، شرم گاہ اور دیگر اعضاء سے کون کون سے گناہ سرزد ہوئے ہیں؟ اس غور و فکر کے نتیجے میں سامنے آنے والے گناہوں کی ممکنہ طور پر چھ (6) قسمیں بن سکتی ہیں،.....

(۱) بعض گناہ وہ ہوں گے جن کا تعلق حقوق اللہ ﷻ سے ہوتا ہے۔ جیسے نماز

، روزہ، حج، قربانی اور زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی میں سستی کرنا، بدنگاہی کرنا، قرآن پاک کو بے وضو ہاتھ لگانا، شراب نوشی کرنا، فحش گانے سننا وغیرہا۔

(۲) بعض ایسے ہوں گے جن کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہوتا ہے۔ جیسے

چوری، غیبت، چغلی، اذیت دینا، ماں باپ کو ستانا، امانت میں خیانت کرنا، قرض لے کر دبا لینا وغیرہا۔

(۳) ان میں سے بعض گناہ وہ ہوں گے جن کا تعلق انسان کے ظاہر سے ہوتا ہے، مثلاً قتل کرنا وغیرہ اور بعض وہ ہوں گے جن کا تعلق انسان کے باطن سے ہوتا ہے مثلاً بدگمانی کرنا، کسی سے حسد کرنا، تکبر میں مبتلا ہونا وغیرہ۔

(۴) بعض گناہ وہ ہوں گے جو صرف توبہ کرنے والے کی ذات تک محدود ہوں گے، مثلاً خود شراب پینا اور بعض ایسے ہوں گے جن کی طرف اس شخص نے کسی دوسرے کو راغب کیا ہوگا، اسے گناہ جاریہ بھی کہتے ہیں۔ مثلاً کسی کو شراب نوشی کی ترغیب دینا یا فحش ویب سائٹ دیکھنے کی ترغیب دینا وغیرہ۔

(۵) بعض گناہ ایسے ہوں گے جو پوشیدہ طور پر کئے ہوں گے مثلاً اپنے کمرے میں فحش فلمیں دیکھنا جبکہ کچھ گناہ وہ ہوں گے جو اعلانیہ کئے ہوں گے مثلاً داڑھی منڈانا، سر عام شراب پینا وغیرہ

(۶) کچھ گناہ ایسے ہوں گے جن کے ارتکاب پر آدمی دائرۃ اسلام سے خارج ہو کر کافر ہو جاتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو ظالم کہنا، سرکارِ دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا۔

اس تقسیم کی بنا پر توبہ بھی مختلف نوعیت کی ہوگی۔ چنانچہ

(۱) حقوق اللہ ﷻ سے تعلق رکھنے والے گناہ اگر کسی عبادت میں کوتاہی کی وجہ سے سرزد ہوں تو توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان عبادات کی قضا بھی واجب ہے مثلاً اگر نمازیں فوت ہوئی ہوں یا رمضان کے روزے چھوٹے ہوں تو ان کا حساب لگائے اور ان

کی قضا کرے، اگر زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی ہوئی ہو تو حساب لگا کر ادائیگی کرے، اگر حج فرض ہو جانے کے باوجود ادا نہیں کیا تھا تو اب ادا کرے، کبھی قربانی واجب ہوئی لیکن نہیں کی تو قربانی کے جانور کی قیمت صدقہ کرے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۵، ص ۱۳۸)

اور اگر گناہوں کا تعلق عبادات میں کوتاہی سے نہ ہو مثلاً بدزنگاہی کرنا، شراب نوشی کرنا وغیرہ، تو ان پر ندامت و حسرت کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہِ الہی ﷻ میں توبہ کرے اور نیکیاں کرنے میں مشغول ہو جائے۔

(2) بندوں کے حقوق سے متعلق گناہ اگر ان کی عزت و آبرو میں دست اندازی کی وجہ سے سرزد ہوئے ہوں مثلاً کسی کو گالی بکی تھی یا تہمت لگائی تھی یا ڈرایا دھمکایا تھا،..... تو توبہ کی تکمیل اللہ تعالیٰ اور اس مظلوم سے معافی طلب کرنے سے ہوگی۔

اور اگر مالی معاملہ میں شریعت کی خلاف ورزی کی وجہ سے گناہ واقع ہوا تھا مثلاً امانت میں خیانت کی تھی یا قرض لے کر دبا لیا تھا تو اللہ تعالیٰ اور اس مظلوم سے معافی طلب کرنے کے ساتھ ساتھ اسے اس کا مال بھی لوٹائے اور اگر وہ شخص انتقال کر گیا ہو تو اس کے ورثاء کو دے دے یا پھر اس شخص یا اس کے ورثاء سے معاف کروالے، اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اتنا مال اس مظلوم کی طرف سے اس نیت کے ساتھ صدقہ کر دے کہ اگر وہ شخص یا اس کے ورثاء بعد میں مل گئے اور انہوں نے اپنے حق کا مطالبہ کیا تو میں انہیں ان کا حق لوٹا دوں گا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہے۔

(3) ظاہری گناہوں سے توبہ کا طریقہ تو اوپر گزر چکا لیکن باطنی گناہوں سے بھی توبہ کرنے سے ہرگز غفلت نہ کرے۔ چنانچہ اپنے دل پر غور کرے اور اگر حسد، تکبر، ریاء کاری، بغض، کینہ، غرور، شامت، اپنی ذات کے لئے غصہ کرنا اور بدگمانی جیسے

گناہ دکھائی دیں تو نادم و شرمسار ہو کر بارگاہِ الہی ﷻ میں معافی طلب کرے۔

(4) جو گناہ اس کی ذات تک محدود ہوں ان سے مذکورہ طریقے کے مطابق توبہ کرے اور اگر گناہ جاریہ کا ارتکاب کیا ہو تو جس طرح اس گناہ سے خود تائب ہوا ہے اس کی ترغیب دینے سے بھی توبہ کرے اور دوسرے شخص کو جس طرح گناہ کی رغبت دی تھی اب توبہ کی ترغیب دے، جہاں تک ممکن ہو نرمی یا سختی سے سمجھائے، اگر وہ مان جائے تو فحشا ورنہ یہ بری الذمہ ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، نصف اول، ص ۹۷)

(5) جو گناہ بندے اور اس کے رب ﷻ کے درمیان ہو یعنی کسی پر ظاہر نہ ہوا ہو تو اس کی توبہ پوشیدہ طور پر کرے یعنی اپنا گناہ کسی پر ظاہر نہ کرے اور اگر گناہ اعلانیہ کیا ہو تو اس کی توبہ بھی اعلانیہ کرے یعنی جن لوگوں کے سامنے گناہ کیا تھا ان کے سامنے توبہ کرے یا اتنی تعداد میں دوسرے لوگوں کے سامنے توبہ کر لے یا کسی حرج کی بنا پر کم از کم دو افراد کے سامنے توبہ کر لے تو اس کی توبہ صحیح مانی جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، نصف اول، ص ۲۵۵)

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جہاں تک ممکن ہو اپنے اوپر اللہ ﷻ کا خوف لازم کر لو، ہر شجر کے پاس اللہ ﷻ کا ذکر کرتے رہو اور جب کوئی برا کام کر بیٹھو تو ہر برے کام کے لیے نئی توبہ کرو، اگر گناہ خفیہ کیا ہو تو توبہ بھی خفیہ کرو اور اگر گناہ اعلانیہ ہے تو توبہ بھی اعلانیہ کرو۔“ (المعجم الکبیر، رقم ۳۳۱، ج ۲۰، ص ۱۵۹)

کنز العمال میں ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: ”جب تجھ سے نیا گناہ ہو فوراً نئی توبہ کر، پوشیدہ کی پوشیدہ اور اعلانیہ کی اعلانیہ۔“

(کنز العمال، کتاب التوبہ، الفصل الاول فی فضلھا، الخ، رقم ۱۰۲۴۲، ج ۴، ص ۹۲)

(6) اگر معاذ اللہ ﷺ کلمہ کفر یا کوئی ایسا فعل صادر ہو جائے جس سے انسان کافر ہو جاتا ہے تو فوراً توبہ کر کے تجدید ایمان کر لینی چاہیے جس کا طریقہ نیچے دیا گیا ہے،

تجدید ایمان کا طریقہ

(ازبانی دعوت اسلامی مولانا ابوبلادل محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی)

دل کی تصدیق کے بغیر صرف زبانی توبہ کافی نہیں ہوتی۔ مثلاً کسی نے کفر بک دیا، اس کو دوسرے نے بہلا پھسلا کر اس طرح توبہ کروادی کہ کفر بکنے والے کو معلوم تک نہیں ہوا کہ میں نے فلاں کفر کیا تھا، یوں توبہ نہیں ہو سکتی، اس کا کفر بدستور باقی ہے۔ لہذا جس کفر سے توبہ مقصود ہو وہ اسی وقت مقبول ہوگی جبکہ وہ اس کفر کو کفر تسلیم کرتا ہو اور دل میں اس کفر سے نفرت و بیزاری بھی ہو جو کفر سرزد ہوا توبہ میں اس کا تذکرہ بھی ہو۔ مثلاً جس نے ویزا فارم پر اپنے آپ کو عیسائی لکھ دیا وہ اس طرح کہے: ”یا اللہ ﷺ! میں نے جو ویزا فارم میں اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کیا ہے اس کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ ﷺ کے رسول ہیں۔“ اس طرح مخصوص کفر سے توبہ بھی ہوگئی اور تجدید ایمان بھی۔ اگر معاذ اللہ کئی کفریات بکے ہوں اور یاد نہ ہو کہ کیا کیا بکا ہے تو یوں کہے: ”یا اللہ ﷺ! مجھ سے جو جو کفریات صادر ہوئے ہیں میں ان سے توبہ کرتا ہوں“ پھر کلمہ پڑھ لے، (اگر کلمہ شریف کا ترجمہ معلوم ہے تو زبان سے ترجمہ دہرانے کی حاجت نہیں) اگر یہ معلوم ہی نہیں کہ کفر بکا بھی ہے یا نہیں تب بھی اگر احتیاطاً توبہ کرنا چاہیں تو اس طرح کریں: ”یا اللہ ﷺ! اگر مجھ سے کوئی کفر ہو گیا ہو تو میں اس سے توبہ کرتا ہوں“ یہ کہنے کے بعد کلمہ پڑھ لیں۔

(رسالہ ”۲۸ کلمات کفر“، ص ۷، ۹)

توبہ کرنے کا ایک طریقہ

توبہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تنہائی میں دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھے پھر اپنی نافرمانیوں اور رب تعالیٰ کے احسانات، اپنی ناتوانی اور جہنم کے عذابات کو یاد کر کے آنسو بہائے، اگر رونانہ آئے تو رونے جیسی صورت ہی بنالے۔ اس کے بعد توبہ کی شرائط کو مد نظر رکھتے ہوئے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی طلب کرے اور کچھ اس طرح سے دعا کرے:

”اے میرے مالک ﷻ! تیرا یہ نافرمان بندہ جس کا رُواں رُواں گناہوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہے، تیری پاک بارگاہ میں حاضر ہے، یا اللہ ﷻ! میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے دن کے اجالے میں رات کے اندھیرے میں، پوشیدہ اور علانیہ، دانستہ اور نادانستہ طور پر تیری نافرمانیاں کی ہیں، یقیناً میں نے تجھے ناراض کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن اے مولا ﷻ! تُو غفور و رحیم ہے، تُو بندے پر اس سے زیادہ مہربان ہے جتنا کہ ایک ماں اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے، اے اللہ ﷻ! اگر تُو نے میرے گناہوں پر پکڑ فرمائی تو مجھے نار جہنم میں جلنا پڑے گا جس کا عذاب لمحہ بھر کے لئے بھی سہنے کی مجھ میں طاقت نہیں، اے اللہ ﷻ! میں صدقِ دل سے تیری بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں، یا اللہ ﷻ! میری ناتوانی پر رحم فرما، اے میرے پروردگار ﷻ! میرے گناہوں کو معاف فرمادے، اے میرے پروردگار ﷻ! میرے گناہوں کو معاف فرمادے، اے میرے پروردگار ﷻ! میرے گناہوں کو معاف فرمادے، اے میرے پروردگار ﷻ! میرے گناہوں کو معاف فرمادے، اے میرے پروردگار ﷻ! مجھے سچی توبہ کی توفیق دے، جو عبادات ادا ہونے سے رہ گئیں انہیں ادا کرنے

کی ہمت دے دے، جن بندوں کے حقوق میں نے تلف کئے ان سے بھی معافی مانگنے کا حوصلہ عطا فرما، اے اللہ ﷻ! تو ہر شے پر قادر ہے، تو انہیں مجھ سے راضی فرما دے، یا اللہ ﷻ! مجھے آئندہ زندگی میں گناہوں سے بچنے پر استقامت عطا فرما، اے اللہ ﷻ! مجھے اپنے خوف سے معمور دل، رونے والی آنکھ اور لرزنے والا بدن عطا فرما۔ آمین

بجاہ النبی الامین ﷺ

یا رب ﷻ! میں تیرے خوف سے روتا رہوں ہر دم

دیوانہ شہنشاہِ مدینہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بنا دے

اس کے بعد اس جگہ سے اس یقین سے اٹھے کہ رحیم و کریم پروردگار ﷻ نے اس کی توبہ قبول فرمائی ہے۔ پھر ایک نئے عزم کے ساتھ نئی اور پاکیزہ زندگی کا آغاز کرے اور سابقہ گناہوں کی تلافی میں مصروف ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

توبہ کی قبولیت کیسے معلوم ہو؟

حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ ایک عالم سے پوچھا گیا: ایک آدمی توبہ کرے، تو کیا اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کی توبہ قبول ہوئی ہے یا نہیں؟ فرمایا: ”اس میں حکم تو نہیں دیا جاسکتا، البتہ اس کی علامت ہے، اگر اپنے آپ کو آئندہ گناہ سے بچتا دیکھے اور یہ دیکھے کہ دل خوشی سے خالی ہے اور رب تعالیٰ کے سامنے نیک لوگوں سے قریب ہو، بروں سے دور رہے تھوڑی دنیا کو بہت سمجھے اور آخرت کے بہت عمل کو تھوڑا جانے، دل ہر وقت اللہ ﷻ کے فرائض میں منہمک رہے، زبان کی حفاظت

کرے، ہر وقت غور و فکر کرے، جو گناہ کر چکا ہے اس پر غم و غصہ اور شرمندگی محسوس کرے
(تو سمجھ لو کہ توبہ قبول ہوگئی)۔“ (مکاشفۃ القلوب، الباب الثامن فی التوبۃ، ص ۲۹)

توبہ کے بعد کیا کرے؟

سب سے پہلا کام یہ کرے کہ کسی طرح گناہوں کی معرفت حاصل کرے
تاکہ مستقبل میں کسی قسم کے گناہ کے ارتکاب سے بچ سکے۔ پھر ان گناہوں سے مکمل
پرہیز کرے اور ہر اس کام سے بچے جو گناہ کی طرف لے جانے والا ہو۔ اس کے علاوہ
کثرت سے نیکیاں کرنے میں مشغول ہو جائے کہ نیکیوں کے نور سے گناہوں کی تاریکی
جاتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ**
ترجمہ کنز الایمان: بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ (پ ۱۲، ہود: ۱۱۴)

مدنی آقا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ”گناہ کے پیچھے
نیکی لاؤ وہ اس کو مٹا دے گی۔“ (المسند لامام احمد بن حنبل، حدیث ابی ذر الغفاری، رقم ۲۱۴۶۰، ج ۸، ص ۹۲)
حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”اس آدمی کی مثال جو پہلے برائیوں میں مشغول تھا پھر نیک اعمال کرنے لگا، اس شخص کی
طرح ہے کہ جس کے بدن پر تنگ زرہ ہو جو اس کی گردن گھونٹ رہی ہو۔ پھر اس نے
ایک نیک عمل کیا تو اس زرہ کا ایک حلقہ کھل گیا۔ پھر دوسرا نیک کام کیا تو دوسرا حلقہ کھل گیا
(اور پھر نیک عمل کرتا چلا گیا) حتیٰ کہ وہ تنگ زرہ کھل کر زمین پر آگری۔“

(المعجم الکبیر، رقم ۷۸۳، ج ۱، ص ۲۸۴)

اگر دل دوبارہ گناہوں کی طرف مائل ہو تو؟

پیارے اسلامی بھائیو! توبہ کے بعد گناہوں کی طرف میلان ہونا یقیناً بہت بڑی آزمائش ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اس میلان پر قابو پانے کے لئے اپنے گناہوں کو پیش نظر رکھے اور دل میں ندامت کی آگ کو جلانے رکھے، اس کی تپش نفس کی خواہشات کا قلع قمع کر دے گی، ان شاء اللہ ﷻ۔ اس سلسلے میں اکابرین کا طرز عمل ملاحظہ ہو،.....

حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک رات اپنے گھر کی چھت پر پہنچے اور دیوار کو تھام کر پوری رات خاموش کھڑے رہے جس کی وجہ سے آپ کے پیشاب میں خون آنے لگا۔ جب لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا، ”دو چیزوں کی وجہ سے، ایک یہ کہ آج میں خدا ﷻ کی عبادت نہ کر سکا، دوسری یہ کہ بچپن میں مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا تھا، چنانچہ میں ان دونوں چیزوں سے اس قدر خوف زدہ تھا کہ میرا دل خون ہو گیا اور پیشاب کے راستے سے خون آنے لگا۔“

(تذکرۃ الاولیاء، باب چہارم، ذکر بایزید بسطامی، ج ۱، ص ۱۳۳)

منقول ہے کہ حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بچپن میں ایک گناہ سرزد ہو گیا تھا۔ آپ جب بھی کوئی نیا لباس سلواتے تو اس کے گریبان پر وہ گناہ درج کر دیتے۔ اور اکثر اس کو دیکھ کر اس قدر گریہ و زاری کرتے کہ آپ پر غشی طاری ہو جاتی۔

(تذکرۃ الاولیاء، باب سوم، ذکر حسن بصری، ج ۱، ص ۳۹)

حضرت سیدنا کھمیس بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ”مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا تو میں چالیس برس تک روتا رہا۔“ لوگوں نے پوچھا، ”ابو عبد اللہ! وہ کون سا گناہ تھا؟“ تو

آپ نے فرمایا، ”ایک دفعہ میرا دوست مجھ سے ملنے آیا تو میں نے اس کے لئے مچھلی پکائی اور جب وہ کھانا کھا چکا تو میں نے اپنے پڑوسی کی دیوار سے مٹی لے کر اپنے مہمان کے ہاتھ دھلائے تھے۔“ (منہاج العابدین الی جتہ رب العالمین، العقبة الثانیہ، ص ۳۵-۳۶)

توبہ کے بعد گناہ سرزد ہو جائے تو کیا کرے؟

جس شخص نے صدق دل سے توبہ کر لی ہو پھر وہ دانستہ یا نادانستہ طور پر غلبہ شہوت وغیرہ کی وجہ سے کسی گناہ کا مرتکب ہو جائے تو اسے چاہیے کہ دوبارہ توبہ کرنے میں دیر نہ کرے کیونکہ بعد توبہ گناہ کا صدور ایک مصیبت ہے تو دوبارہ توبہ نہ کرنا اس سے کہیں زیادہ نقصان دہ ہے۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ”جب کوئی بندہ مؤمن گناہ کر لیتا ہے، تو اس کے قلب پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے، لیکن جب وہ توبہ کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرتا ہے، تو اس کا قلب صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ گناہ کرتا رہے (یعنی درمیان میں توبہ نہ کرے) تو یہ سیاہی بڑھتی رہتی ہے، یہاں تک کہ اس کا دل سیاہ پڑ جاتا ہے۔ پس یہ وہی زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے بھی اس طرح فرمایا ہے:

”كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ“ ترجمہ کنز الایمان: کوئی نہیں

بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھادیا ہے ان کی کما نیوں نے۔“ (پ ۳۰، المطففین: ۱۴)

(جامع الترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورۃ ویل للمطففین، رقم ۳۳۴۵، ج ۵، ص ۲۲۰)

ایک بزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ کیچڑ میں کپڑوں کو پچاتے ہوئے کیچڑ میں چل رہے تھے تاکہ پاؤں پھسل نہ جائے۔ لیکن پھر بھی ان کا پاؤں پھسل گیا اور وہ گر گئے۔ وہ کھڑے ہوئے اور روتے روتے کیچڑ کے درمیان چلنے لگے وہ کہہ

رہے تھے کہ: ”بندے کی یہ ہی مثال ہے وہ گناہ سے بچتا اور کنارہ کش رہتا ہے حتیٰ کہ وہ ایک یا دو گناہوں میں جا پڑتا ہے، اس وقت وہ گناہوں میں ڈوب جاتا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گناہ کی فوری سزا یہ ہے کہ وہ دوسرے گناہ کی طرف لے جاتا ہے۔“ (احیاء علوم الدین، کتاب التوبۃ، الرکن الرابع فی دواء التوبۃ وطریق العلاج، ج ۴، ص ۶۷)

توبہ پر استقامت کیسے پائیں؟

عبادات کی ادائیگی اور ارتکابِ گناہ سے بچنے پر استقامت اختیار کرنا عموماً دشوار محسوس ہوتا ہے۔ لیکن یہ دشواری اس وقت تک محسوس ہوتی ہے جب تک ہمارے سامنے کوئی شخص انہیں استقامت سے اپنائے ہوئے نہ ہو۔ لہذا! اگر ہم تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیں گے تو ہمیں کثیر اسلامی بھائی اجتماعی طور پر عبادات پر استقامت پزیر دکھائی دیں گے جس کی برکت سے حیرت انگیز طور پر ہم بھی کسی قسم کی مشقت کے احساس کے بغیر عبادات اور پرہیز گناہ پر استقامت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ ﷻ

چنانچہ ہمیں چاہئے کہ توبہ پر استقامت پانے کے لئے بانیِ دعوتِ اسلامی، شیخ طریقت، امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی انعامات پر عمل کریں اور باکردار مسلمان بننے کے لئے مکتبہ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کریں اور روزانہ فکر مدینہ یعنی اپنے محاسبے کے ذریعے کارڈ پر کر کے ہر مدنی یعنی قمری ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے مدنی انعامات کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیں۔ ان شاء اللہ ﷻ!

ہماری زندگی میں حیرت انگیز طور پر مدنی انقلاب برپا ہوگا۔

پیارے اسلامی بھائیو! دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے لئے عاشقانِ رسول ﷺ کے بے شمار مدنی قافلے ۱۲ ماہ، ۳۰ دن، ۱۲ دن اور ۳ دن کے لئے شہر بہ شہر گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی راہِ خدا ﷻ میں سفر کر کے اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کیجئے۔ اپنی روزمرہ کی دنیاوی مصروفیات ترک کر کے اپنے گھر والوں اور دوستوں کی صحبت چھوڑ کر جب ہم ان مدنی قافلوں میں سفر کریں گے تو سفر کے دوران ہمیں اپنے طرزِ زندگی پر دیانت دارانہ غور و فکر کا موقع میسر آئے گا، اپنی آخرت کو بہتر سے بہتر بنانے کی خواہش دل میں پیدا ہوگی، جس کے نتیجے میں اب تک کئے جانے والے گناہوں کے ارتکاب پر ندامت محسوس ہوگی، ان گناہوں کی ملنے والی سزاؤں کا تصور کر کے روٹکٹے کھڑے ہو جائیں گے، دوسری طرف اپنی ناتوانی و بے کسی کا احساس دامن گیر ہوگا اور اگر دل زندہ ہو تو خوفِ خدا عز و جل کے سبب آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک کر رخساروں پر بہنے لگیں گے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان مدنی قافلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں فحش کلامی اور فضول گوئی کی جگہ زبان سے درودِ پاک جاری ہو جائے گا، یہ تلاوت قرآن، حمداً الہی اور نعتِ رسول ﷺ کی عادی بن جائے گی، دنیا کی محبت سے ڈوبا ہوا دل آخرت کی بہتری کے لئے بے چین ہو جائے گا۔ ﴿لَا مَاءَ إِلَّا عِزٌّ وَجِلْ﴾

اس کے علاوہ اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیِ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لٹیں۔

توبہ کرنے والوں کے واقعات

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو!

بطورِ ترغیب توبہ کرنے والوں کے چند منتخب واقعات ملاحظہ ہوں کہ کس طرح رحمتِ الہی ﷺ نے تائبین (یعنی توبہ کرنے والوں) کو اپنی آغوش میں لے لیا۔

(۱) ایک حبشی کی توبہ

ایک حبشی نے سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب و سینہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی، ”یا رسول اللہ ﷺ! میرے گناہ بے شمار ہیں، کیا میری توبہ بارگاہِ الہی ﷺ میں قبول ہو سکتی ہے؟“ آپ نے ارشاد فرمایا، ”کیوں نہیں؟“ اس نے عرض کی، ”کیا وہ مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھتا بھی رہا ہے؟“ ارشاد فرمایا، ”ہاں! وہ سب کچھ دیکھتا رہا ہے۔“ یہ سن کر حبشی نے ایک چیخ ماری اور زمین پر گرتے ہی دم توڑ گیا۔

(کیمیائے سعادت، رکن چہارم مخیات، اصل ششم مقام دوم در مراقبت، ج ۲، ص ۸۸۶)

(۲) ایک زانیہ کی توبہ

حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اسے زنا کا حمل تھا۔ وہ عرض کرنے لگی: ”یا رسول اللہ ﷺ! میں وہ کام (یعنی زنا) کر بیٹھی ہوں جس پر حد واجب ہوتی ہے، آپ مجھ پر حد قائم فرمادیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ولی کو بلا کر ارشاد فرمایا: ”اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور جب وضع حمل ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔“

پھر ایسا ہی ہوا (یعنی وضع حمل کے بعد ولی اسے لے کر حاضر خدمت ہو گیا) تو رسول اللہ

ﷺ نے حکم دیا کہ: ”اسے اس کے کپڑوں کے ساتھ باندھ دیا جائے۔“ پھر اسے رجم کر دیا گیا۔ پھر سرور دو عالم ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: ”یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھ دی حالانکہ اس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا؟“ اس پر حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کی یہ توبہ اہل مدینہ کے ستر افراد پر تقسیم کر دی جائے تو انہیں کافی ہو جائے (یعنی ان کی مغفرت ہو جائے) اور کیا تم اس سے افضل کوئی عمل پاتے ہو کہ اس نے اپنی جان خود اللہ ﷻ کے لیے پیش کر دی۔“

(صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی، رقم ۱۶۹۶، ص ۹۳۳)

(3) ایک گلوکار کی توبہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دن مضافات کوفہ سے گزر رہے تھے۔ ان کا گزر فاسقین کے ایک گروہ پر ہوا، جو شراب پی رہے تھے۔ زاذان نامی ایک گویا ڈھول پر ہاتھ مار مار کر انتہائی خوبصورت آواز میں گارہا تھا۔ آپ ﷺ نے سن کر کہا: ”کتنی خوبصورت آواز ہے کاش! کہ یہ قرآن کریم کی تلاوت میں استعمال ہوتی۔“ اور سر پر چادر ڈال کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ زاذان نے جب آپ کو دیکھا تو لوگوں سے پوچھا: ”یہ کون ہیں؟“ لوگوں نے بتایا: ”حضور نبی رحمت ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔“ اس نے پوچھا: ”انہوں نے کیا کہا۔“ بتایا گیا کہ انہوں نے کہا ہے کہ: ”کتنی میٹھی آواز ہے، کاش کہ قرأت قرآن کے لیے ہوتی۔“ یہ بات سنتے ہی اس کے دل پر رعب سا چھا گیا۔ اپنے بربط کو زمین پر چٹخ کر توڑ دیا۔ کھڑا ہوا اور جلدی سے انہیں

جالیا۔ اپنی گردن میں رومال ڈالا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے رونے لگ گیا۔
 حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے گلے سے لگایا اور دونوں رونا شروع ہو گئے اور
 آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں ایسے شخص کو کیوں نہ محبوب سمجھوں جسے اللہ ﷻ نے محبوب بنا
 لیا ہو۔“ سیدنا زاذان رضی اللہ عنہ نے گناہوں سے توبہ کی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صحبت
 اختیار کر لی۔ قرآن کریم اور دیگر علوم سیکھے۔ حتیٰ کہ علم میں امام بن گئے۔ حضرت ابن
 مسعود رضی اللہ عنہ کی کئی روایات حضرت زاذان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔“

(تنبیہ الغافلین، باب آخر من التوبۃ، ص ۶۳)

(4) حرامی بچے کو مارنے والی عورت کی توبہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی
 معیت میں نماز عشاء پڑھ کر جا رہا تھا کہ راستہ میں نقاب اوڑھے ایک عورت کھڑی تھی۔
 کہنے لگی ”اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے گناہ کیا ہے کیا توبہ ہو سکتی ہے۔“ میں نے پوچھا:
 ”کیا گناہ کیا ہے؟“ کہنے لگی: ”میں نے زنا کروایا اور حرامی بچے قتل کر ڈالا۔“ یہ سن کر
 میں نے کہا کہ: ”تو خود بھی ہلاک ہو گئی اور ایک جان کو بھی ہلاک کر دیا، تیرے لیے کوئی
 توبہ نہیں۔“ یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئی۔

میں چل پڑا راستہ میں خیال آیا کہ سرکار ﷺ کے ہوتے ہوئے اس طرح
 مسئلہ بتانا اچھا نہیں۔ میں نے صبح ہی صبح سرکار ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ کر رات والا واقعہ
 گوش گزار کیا آپ ﷺ نے فوراً ”اِنَّا لِلّٰہِ“ پڑھی اور فرمایا: ”قسم بخدا! اے ابو ہریرہ تو
 خود بھی ہلاک ہو گیا اور ایک نفس کو بھی ہلاک کر ڈالا۔ شرعی حکم بتاتے ہوئے یہ آیت

تیرے سامنے نہ تھی:

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ تَرْجَمُهُ كُنُزُ الْإِيمَانِ: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے۔“ (پ ۱۹، الفرقان: ۶۸)

”فَاُولَٰئِكَ يَدْعُو اللَّهَ سَيِّئِهِمْ حَسَنَاتٍ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا“ ترجمہ کنز الایمان: تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ (پ ۱۹، الفرقان: ۷۰)

یہ سن کر میں آپ ﷺ کی بارگاہ سے نکل کر مدینہ شریف کی گلیوں میں دوڑ دوڑ کر کہتا تھا کہ ہے کوئی جو مجھے فلاں فلاں اوصاف والی عورت کے بارے میں بتائے۔ حتیٰ کہ رات کے وقت مجھے وہ عورت اسی جگہ ملی۔ میں نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے“ اب اس نے خوشی سے چیخ ماری اور کہنے لگی: ”میرا ایک باغیچہ ہے جسے میں اپنے گناہ کے کفارہ کے طور پر مساکین کے لیے صدقہ کرتی ہوں۔“ (تنبیہ الغافلین، باب آخر من التوبۃ، ص ۶۰-۶۱)

(5) شرابی نوجوان کی توبہ

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک بار مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک نوجوان سامنے آیا۔ اس نے کپڑوں کے نیچے ایک بوتل چھپا رکھی تھی۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ”اے نوجوان! یہ کپڑوں کے نیچے کیا اٹھا رکھا ہے؟“ اس

بوتل میں شراب تھی، نوجوان نے اسے شراب کہنے میں شرمندگی محسوس کی۔ اس نے دل میں دعا کی ”یا اللہ ﷻ! مجھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے شرمندہ اور رسوا نہ فرمانا، ان کے ہاں میری پردہ پوشی فرمانا، میں کبھی شراب نہیں پیوں گا۔“ اس کے بعد نوجوان نے عرض کیا: ”اے امیر المؤمنین! میں سرکہ (کی بوتل) اٹھائے ہوئے ہوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے دکھاؤ!“ جب اس نے وہ بوتل آپ کے سامنے کی اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو وہ سرکہ تھا۔ (مکاشفۃ القلوب، الباب الثامن فی التوبۃ، ص ۲۷-۲۸)

(6) ریاکاری سے توبہ

حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ دمشق میں سکونت پذیر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تیار کردہ مسجد میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے دل میں خیال آیا کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ مجھے اس مسجد کا متولی بنا دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اعتکاف میں اضافہ کر دیا اور اتنی کثرت سے نمازیں پڑھیں کہ ہر شخص آپ کو ہمہ وقت نماز میں مشغول دیکھتا لیکن کسی نے آپ کی طرف توجہ نہیں کی۔ ایک سال اسی طرح گزر گیا۔ ایک مرتبہ آپ مسجد سے باہر آئے تو ندائے غیبی آئی: ”اے مالک! تجھے اب توبہ کرنی چاہیے۔“

یہ سن کر آپ کو ایک سال تک اپنی خود غرضانہ عبادت پر شدید رنج و شرمندگی ہوئی اور آپ اپنے قلب کو ریا سے خالی کر کے خلوص نیت کے ساتھ ساری رات عبادت میں مشغول رہے۔ صبح کے وقت مسجد کے دروازے پر لوگوں کا ایک مجمع موجود تھا، اور لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ ”مسجد کا انتظام ٹھیک نہیں ہے لہذا اسی شخص کو متولی مسجد بنا دیا جائے اور تمام انتظامی امور اس کے سپرد کر دیے جائیں۔“ سارا مجمع اس بات پر متفق ہو کر

آپ کے پاس پہنچا اور آپ کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے آپ سے عرض کی کہ ”ہم باہمی طور پر کئے گئے متفقہ فیصلے سے آپ کو مسجد کا متولی بنانا چاہتے ہیں۔“ آپ نے اللہ ﷻ کی بارگاہ میں عرض کی: ”اے اللہ! میں ایک سال تک ریاکارانہ عبادت میں اس لیے مشغول رہا کہ مجھے مسجد کی تولیت حاصل ہو جائے مگر ایسا نہ ہوا اب جبکہ میں صدق دل سے تیری عبادت میں مشغول ہوا تو تیرے حکم سے تمام لوگ مجھے متولی بنانے آ پہنچے اور میرے اوپر یہ بار ڈالنا چاہتے ہیں، لیکن میں تیری عظمت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نہ تو اب تولیت قبول کروں گا اور نہ مسجد سے باہر نکلوں گا۔“ یہ کہہ کر پھر عبادت میں مشغول ہو گئے۔

(تذکرۃ الاولیاء، باب چہارم، ذکر مالک دینار رحمۃ اللہ، ج ۱، ص ۴۸، ۴۹)

﴿ ۷ ﴾ ایک ڈاکو کی توبہ

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ بہت نامور محدث اور مشہور اولیائے کرام میں سے ہیں۔ یہ پہلے زبردست ڈاکو تھے۔ ایک مرتبہ ڈاکہ ڈالنے کی غرض سے کسی مکان کی دیوار پر چڑھ رہے تھے کہ اتفاقاً اس وقت مالک مکان قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول تھا۔ اس نے یہ آیت پڑھی،

”أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ

ترجمہ کنز الایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔ (پ ۲۷، الحدید: ۱۶)

جونہی یہ آیت آپ کی سماعت سے ٹکرائی، گویا تاثیر ربانی کا تیر بن کر دل میں پیوست ہو گئی اور اس کا اتنا اثر ہوا کہ آپ خوفِ خدا عز و جل سے کانپنے لگے اور بے اختیار آپ کے منہ سے نکلا، ”کیوں نہیں میرے پروردگار عز و جل! اب اس کا وقت آ گیا ہے

”چنانچہ آپ روتے ہوئے دیوار سے اتر پڑے اور رات کو ایک سنسان اور بے آباد کھنڈر نما مکان میں جا کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہاں ایک قافلہ پہنچا تو شرکائے قافلہ آپس میں کہنے لگے کہ، ”رات کو سفر مت کرو، یہاں رک جاؤ کہ فضیل بن عیاض ڈاکو اسی اطراف میں رہتا ہے۔“ آپ نے قافلے والوں کی باتیں سنیں تو اور زیادہ رونے لگے کہ، ”افسوس! میں کتنا گناہ گار ہوں کہ میرے خوف سے امتِ رسول ﷺ کے قافلے رات میں سفر نہیں کرتے اور گھروں میں عورتیں میرا نام لے کر بچوں کو ڈراتی ہیں۔“

آپ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور آپ نے سچی توبہ کر کے یہ ارادہ کیا کہ اب ساری زندگی کعبۃ اللہ کی مجاوری اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزاروں گا۔ چنانچہ آپ نے پہلے علم حدیث پڑھنا شروع کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں ایک صاحبِ فضیلت محدث ہو گئے اور حدیث کا درس دینا بھی شروع کر دیا۔ (اولیائے رجال الحدیث ص ۲۰۶)

(8) تیس سال تک سچی توبہ کی دعا کرنے والا

حضرت سیدنا ابواسحاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”میں نے تیس سال تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ اے اللہ رب العزت تو مجھے سچی اور خالص توبہ کی توفیق عطا فرما۔“ تیس برس گزر جانے کے بعد میں اپنے دل میں تعجب کرنے لگا اور بارگاہِ ایزدی میں عرض کیا: ”اے اللہ تو پاک اور بے عیب ہے میں نے تیس برس تک تیری بارگاہ میں ایک حاجت کی التجا کی لیکن تو نے اب تک میری وہ حاجت پوری نہیں کی۔“

جب میں سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا تھا: ”تم اپنی تیس سالہ دعا پر تعجب اور حیرت کرتے ہو کیا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ تم اللہ سے کتنی بڑی چیز مانگ رہے ہو؟ تم اس بات کا سوال کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا دوست اور محبوب بنا

لے کیا تم نے اللہ ﷻ کا یہ فرمان نہیں سنا: ”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ“ ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔“ (۲، البقرہ: ۲۲۲)

تو کیا تم اس محبت کو معمولی سمجھتے ہو؟“

(منہاج العابدین، الی جنۃ رب العالمین العقبة الثانیۃ عقبة التوبۃ، ص ۳۵)

(9) خراسانی عالم کی توبہ

ایک مرتبہ کوئی خراسانی عالم صاحب، حضرت قطب الدین اولیاء ابواسحق ابراہیم علیہ الرحمۃ کے بیان میں شریک تھے۔ پورے مجمع میں آپ کے پُراثر وعظ سے ایک وجدانی کیفیت طاری تھی۔ اس وقت خراسانی عالم صاحب کے دل میں یہ بات آئی کہ میرا علم شیخ سے کہیں زائد ہے لیکن جو مقبولیت انہیں حاصل ہے وہ مجھے تمام علوم پر دسترس کے باوجود بھی حاصل نہیں۔“

سیدنا ابواسحق ابراہیم علیہ الرحمۃ نے اسی وقت اپنے نورِ باطن سے اس عالم کی نیت کو بھانپ کر اجتماع کو مخاطب کر کے فرمایا: ”اس قندیل کی طرف دیکھو، آج قندیل کا تیل اور پانی آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ پانی کا کہنا ہے کہ خدا ﷻ نے مجھے ہر شے پر فوقیت عطا کی ہے کیونکہ اگر میرا وجود نہ ہوتا تو لوگ شدید پیاس سے مر جاتے اور یہ مرتبہ تجھے حاصل نہیں، اس کے باوجود تو میرے اوپر آ جاتا ہے۔ اس کے جواب میں تیل نے کہا کہ میں منکسر المزاج ہوں اور تجھ میں غرور و تکبر ہے کیونکہ میرا بیچ پہلے زمین میں ڈالا گیا پھر پودا نکلنے کے بعد مجھے کاٹ کر کوہلو میں پھینکا گیا، اس کے بعد میں نے خود کو جلا جلا کر دنیا کو روشنی عطا کی اور جس قدر اذیتیں مجھے پہنچائی گئیں میں نے ان سب کو نظر

انداز کر دیا۔“ اس کے بعد آپ نے وعظ ختم کر دیا اور وہ خراسانی عالم آپ کے مقصد کو سمجھ کر آپ کے قدموں پر گر پڑے اور تائب ہو گئے۔

(تذکرۃ الاولیاء، باب نودم ذکر شیخ ابواسحاق شہر یار، ج ۱۲، ص ۲۴۶)

(10) شہزادے کی توبہ

ایک نیک شخص کے گھر کی دیوار اچانک گر گئی۔ اسے بڑی پریشانی لاحق ہوئی اور وہ اسے دوبارہ بنوانے کے لئے کسی مزدور کی تلاش میں گھر سے نکلا اور چوراہے پر جا پہنچا۔ وہاں اس نے مختلف مزدوروں کو دیکھا جو کام کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ ان میں ایک نوجوان بھی تھا جو سب سے الگ تھلگ کھڑا تھا، اس کے ایک ہاتھ میں تھیلا اور دوسرے ہاتھ میں تیشہ تھا۔

اس شخص کا کہنا ہے کہ،

”میں نے اس نوجوان سے پوچھا، ”کیا تم مزدوری کرو گے؟“ نوجوان نے جواب دیا، ”ہاں!“ میں نے کہا، ”گارے کا کام کرنا ہوگا۔“ نوجوان کہنے لگا، ”ٹھیک ہے! لیکن میری تین شرطیں ہیں اگر تمہیں منظور ہوں تو میں کام کرنے کے لئے تیار ہوں، پہلی شرط یہ ہے کہ تم میری مزدوری پوری ادا کرو گے، دوسری شرط یہ ہے کہ مجھ سے میری طاقت اور صحت کے مطابق کام لو گے اور تیسری شرط یہ ہے کہ نماز کے وقت مجھے نماز ادا کرنے سے نہیں روکو گے۔“ میں نے یہ تینوں شرطیں قبول کر لیں اور اسے ساتھ لے کر گھر آ گیا، جہاں میں نے اسے کام بتایا اور کسی ضروری کام سے باہر چلا گیا۔ جب میں شام کے وقت واپس آیا تو دیکھا کہ اس نے عام مزدوروں سے دو گنا کام کیا تھا۔ میں نے بخوشی اس کی اجرت ادا کی اور وہ چلا گیا۔

دوسرے دن میں اس نوجوان کی تلاش میں دوبارہ اس چوراہے پر گیا لیکن وہ مجھے نظر نہیں آیا۔ میں نے دوسرے مزدوروں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ ہفتے میں صرف ایک دن مزدوری کرتا ہے۔ یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ وہ عام مزدور نہیں بلکہ کوئی بڑا آدمی ہے۔ میں نے ان سے اس کا پتا معلوم کیا اور اس جگہ پہنچا تو دیکھا کہ وہ نوجوان زمین پر لیٹا ہوا تھا اور اسے سخت بخار تھا۔ میں نے اس سے کہا، ”میرے بھائی! تو یہاں اجنبی ہے، تنہا ہے اور پھر بیمار بھی ہے، اگر پسند کرو تو میرے ساتھ میرے گھر چلو اور مجھے اپنی خدمت کا موقع دو۔“ اس نے انکار کر دیا لیکن میرے مسلسل اصرار پر مان گیا لیکن ایک شرط رکھی کہ وہ مجھ سے کھانے کی کوئی شے نہیں لے گا، میں نے اس کی یہ شرط منظور کر لی اور اسے اپنے گھر لے آیا۔

وہ تین دن میرے گھر قیام پذیر رہا لیکن اس نے نہ تو کسی چیز کا مطالبہ کیا اور نہ ہی کوئی چیز لے کر کھائی۔ چوتھے روز اس کے بخار میں شدت آگئی تو اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہنے لگا، ”میرے بھائی! لگتا ہے کہ اب میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے لہذا جب میں مرجاؤں تو میری اس وصیت پر عمل کرنا کہ، ”جب میری روح جسم سے نکل جائے تو میرے گلے میں رسی ڈالنا اور گھسیٹتے ہوئے باہر لے جانا اور اپنے گھر کے ارد گرد چکر لگوانا اور یہ صدا دینا کہ لوگو! دیکھ لو اپنے رب تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کا یہ حشر ہوتا ہے۔“ شاید اس طرح میرا رب ﷻ مجھے معاف کر دے۔ جب تم مجھے غسل دے چکو تو مجھے انہی کپڑوں میں دفن کر دینا پھر بغداد میں خلیفہ ہارون رشید کے پاس جانا اور یہ قرآن مجید اور انگوٹھی انہیں دینا اور میرا یہ پیغام بھی دینا کہ، ”اللہ ﷻ سے ڈرو! کہیں ایسا نہ ہو کہ غفلت اور نشے کی حالت میں موت آجائے اور بعد میں پچھتا نا پڑے، لیکن پھر اس

سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔“

وہ نوجوان مجھے یہ وصیت کرنے کے بعد انتقال کر گیا۔ میں اس کی موت کے بعد کافی دیر تک آنسو بہاتا رہا اور غمزدہ رہا۔ پھر (نہ چاہتے ہوئے بھی) میں نے اس کی وصیت پوری کرنے کے لئے ایک رسی لی اور اس کی گردن میں ڈالنے کا قصد کیا تو کمرے کے ایک کونے سے ندا آئی کہ، ”اس کے گلے میں رسی مت ڈالنا، کیا اللہ ﷻ کے اولیاء سے ایسا سلوک کیا جاتا ہے؟“ یہ آواز سن کر میرے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی۔ یہ سننے کے بعد میں نے اس کے پاؤں کو بوسہ دیا اور اس کے کفن و دفن کا انتظام کرنے چلا گیا۔

اس کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد میں اس کا قرآن پاک اور انگوٹھی لے کر خلیفہ کے محل کی جانب روانہ ہو گیا۔ وہاں جا کر میں نے اس نوجوان کا واقعہ ایک کاغذ پر لکھا اور محل کے داروغہ سے اس سلسلے میں بات کرنا چاہی تو اس نے مجھے جھڑک دیا اور اندر جانے کی اجازت دینے کی بجائے اپنے پاس بٹھالیا۔ آخر کار خلیفہ نے مجھے اپنے دربار میں طلب کیا اور کہنے لگا، ”کیا میں اتنا ظالم ہوں کہ مجھ سے براہ راست بات کرنے کی بجائے رقعے کا سہارا لیا؟“ میں نے عرض کی، ”اللہ تعالیٰ آپ کا اقبال بلند کرے، میں کسی ظلم کی فریاد لے کر نہیں آیا بلکہ ایک پیغام لے کر حاضر ہوا ہوں۔“ خلیفہ نے اس پیغام کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے وہ قرآن مجید اور انگوٹھی نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔ خلیفہ نے ان چیزوں کو دیکھتے ہی کہا، ”یہ چیزیں تجھے کس نے دی ہیں؟“ میں نے عرض کی، ”ایک گارابنانے والے مزدور نے.....“ خلیفہ نے ان الفاظ کو تین بار دہرایا، ”گارابنانے والا، گارابنانے والا، گارابنانے والا.....“ اور رو پڑا۔

کافی دیر رونے کے بعد مجھ سے پوچھا، ”وہ گارا بنانے والا اب کہاں ہے؟“ میں نے جواب دیا، ”وہ مزدور فوت ہو چکا ہے۔“ یہ سن کر خلیفہ بے ہوش ہو کر گر گیا اور عصر تک بے ہوش رہا۔ میں اس دوران حیران و پریشان وہیں موجود رہا۔ پھر جب خلیفہ کو کچھ افاقہ ہوا تو مجھ سے دریافت کیا، ”اس کی وفات کے وقت تم اس کے پاس تھے؟“ میں نے اثبات میں سر ہلا دیا تو کہنے لگا، ”اس نے تجھے کوئی وصیت بھی کی تھی؟“ میں نے اسے نو جوان کی وصیت بتائی اور وہ پیغام بھی دے دیا جو اس نو جوان نے خلیفہ کے لئے چھوڑا تھا۔

جب خلیفہ نے یہ ساری باتیں سنیں تو مزید غمگین ہو گیا اور اپنے سر سے عمامہ اتار دیا، اپنے کپڑے چاک کر ڈالے اور کہنے لگا، ”اے مجھے نصیحت کرنے والے! اے میرے زاہد و پارسا! اے میرے شفیق!.....“ اس طرح کے بہت سے القابات خلیفہ نے اس مرنے والے نو جوان کو دیئے اور مسلسل آنسو بھی بہاتا رہا۔ یہ سارا معاملہ دیکھ کر میری حیرانی اور پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا کہ خلیفہ ایک عام سے مزدور کے لئے اس قدر غم زدہ کیوں ہے؟ جب رات ہوئی تو خلیفہ نے مجھ سے اس کی قبر پر لے جانے کی خواہش ظاہر کی تو میں اس کے ساتھ ہولیا۔ خلیفہ چادر میں منہ چھپائے میرے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ جب ہم قبرستان میں پہنچے تو میں نے ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا، ”عالی جاہ! یہ اس نو جوان کی قبر ہے۔“

خلیفہ اس کی قبر سے لپٹ کر رونے لگا۔ پھر کچھ دیر رونے کے بعد اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور مجھ سے کہنے لگا، ”یہ نو جوان میرا بیٹا تھا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے جگر کا ٹکڑا تھا، ایک دن یہ رقص و سرور کی محفل میں گم تھا کہ مکتب میں

کسی بچے نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی، ”أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ طَرَجَهُ كُنْزُ الْإِيمَانِ: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔ (پ ۲۷، الحدید: ۱۶)

جب اس نے یہ آیت سنی تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے تھر تھر کاپنے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور یہ پکار پکار کر کہنے لگا، ”کیوں نہیں؟ کیوں نہیں؟“ اور یہ کہتے ہوئے محل کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس دن سے ہمیں اس کے بارے میں کوئی خبر نہ ملی یہاں تک کہ آج تم نے اس کی وفات کی خبر دی۔“ (حکایات الصالحین، ص ۶۷)

(11) بادشاہ کے بیٹے کی توبہ

ایک روز حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ الرحمۃ بصرہ کی گلیوں میں سے گزر رہے تھے۔ آپ نے ایک جگہ ایک محل نما عمارت دیکھی جس کی دیواریں نقش و نگار سے مزین تھیں اور اس کے اندر خدام و حشم کا ایک ہجوم تھا جو ادھر ادھر بھاگ دوڑ کر مختلف کاموں کو سرانجام دینے میں مصروف تھا۔ اس میں بے شمار خیمے بھی لگے ہوئے تھے اور محل کے دروازے پر دربان بالکل اسی طرح سے بیٹھے تھے جس طرح بادشاہ کے محل کے باہر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اس محل نما عمارت کے منتقل دیوان خانے میں سونے چاندی کا جڑا ہوا تخت رکھا ہوا تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے ایک انتہائی خوبصورت نوجوان کو اس پر بیٹھے ہوئے دیکھا جس کے گرد نوکر اور خدام ہاتھ باندھے کسی اشارے کے منتظر تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس محل نما خوبصورت عمارت میں داخل ہونا چاہا تو دربانوں نے مجھے ڈانٹ دیا اور اندر داخل ہونے سے منع کر دیا۔ میں نے سوچا کہ

”اس وقت یہ نوجوان دنیا کا بادشاہ بنا بیٹھا ہے لیکن اسے بھی موت تو آنی ہے جب موت آئے گی تو اس کی بناوٹی بادشاہی کا خاتمہ ہو جائے گا جو کچھ اس کے پاس کل تک تھا وہ اگلے دن تک نہیں رہے گا لہذا مجھے ڈرنا نہیں چاہیے اور اسکے پاس جا کر حق بات کی نصیحت کرنی چاہیے شاید اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ چنانچہ میں موقع کی تلاش میں رہا جو نہی دربان ذرا مشغول ہوئے میں آنکھ بچا کر اندر داخل ہو گیا میں نے دیکھا کہ اس نوجوان نے کسی عورت کو پکارا۔ ”اے نسواں!“ اس کے بلانے پر ایک کنیز حاضر ہو گئی۔

مجھے یوں لگا جیسے اچانک دن چڑھ آیا ہو۔ اس کے ساتھ اور بھی بہت سی کنیزیں تھیں جن کے ہاتھوں میں خوشبودار مشروب سے بھرے ہوئے برتن تھے۔ اس مشروب کے ساتھ اس نوجوان کے دوستوں کی خدمت کی گئی۔ مشروب سے لطف اندوز ہونے کے بعد اس کے تمام احباب یکے بعد دیگرے اس کو سلام کر کے رخصت ہونے لگے۔ جب وہ دروازے تک پہنچے تو انہوں نے مجھے دیکھ لیا اور مجھے ڈانٹنا شروع کر دیا۔ میں نے ان سے خوف زدہ ہونے کے بجائے پوچھا کہ ”یہ نوجوان کون ہے؟“ انہوں نے بتایا: ”یہ بادشاہ کا بیٹا ہے۔“ میں یہ سن کر تیزی سے اس نوجوان کی طرف بڑھا اور اس کے سامنے جا کر رک گیا۔ جب بادشاہ کے بیٹے نے مجھ جیسے فقیر کو بالکل اپنے سامنے کھڑا پایا تو سخت غصے میں آ گیا اور کہنے لگا: ”ارے پاگل! تو کون ہے؟ تجھے کس نے اندر داخل ہونے دیا؟ اور تو میری اجازت کے بغیر یہاں کیسے آیا؟“

میں نے کہا: ”اے شہزادے! ذرا ٹھہر جائیے اور میری لاعلمی کو اپنے حلم اور میری خطا کو اپنے کرم سے درگزر کیجئے، میں ایک طبیب ہوں۔ میرے اتنا کہنے سے

اس کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا اور کہنے لگا: ”ٹھیک ہے، ذرا ہمیں بھی بتائیے کہ آپ کیسے طیب ہیں؟“ میں نے کہا: ”میں گناہوں کے درد اور نافرمانیوں کے زخموں کا علاج کرتا ہوں۔“ اس نے کہا: ”اپنا علاج بیان کرو۔“ میں نے کہا: ”اے شہزادے! تو اپنے گھر میں آرام سے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور لہو و لعب میں مصروف جبکہ تیرے کارندے باہر لوگوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں، کیا تجھے اللہ سے خوف نہیں آتا اس کے دردناک عذاب کا تجھے کوئی ڈر نہیں؟ تجھے اس دن کا کوئی لحاظ نہیں جس دن تمام بادشاہوں اور حکمرانوں کو ان کی بادشاہیوں اور حکمرانیوں سے معزول کر دیا جائے گا اور تمام سرکش ظالموں کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں گے، یاد کر اس اندھیری رات کو جو یومِ قیامت کے بعد آنے والی ہے اور جہنم کی وہ آگ جو غصے کی وجہ سے پھٹنے والی ہے اور غیظ و غضب سے چنگھاڑ رہی ہے، سب لوگ اس کے خوف سے حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ عقل مند آدمی کو دنیا کی فانی نعمتوں، چھن جانے والی حکومتوں اور عورتوں کے ان خوبصورت بدنوں سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے جو مرنے کے بعد صرف تین دن میں خون پیپ اور بدبودار لوتھڑوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں بلکہ عقل مند آدمی تو جنت کی ان عورتوں (یعنی حوروں) کا طالب ہوتا ہے جن کا خمیر کستوری عنبر اور کافور سے اٹھایا گیا ہے، جو اتنی حسین و جمیل ہیں کہ آج تک کسی نے ان جیسی حسین و جمیل عورت نہ دیکھی ہے اور نہ ہی سنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے متعلق فرمایا ہے:

فِيْهِنَّ قَصِيْرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِئِنَّ اَنْسَ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝ فَبَاۤیِ

الْاَیِّ رَبِّكُمْ تَكْذِبْنَ ۝ كَانَتْهُنَّ الْيَاقُوْثُ وَالْمَرْجَانُ ۝ ترجمہ کنز الایمان: ان

بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں ان سے پہلے انہیں

نہ چھو کسی آدمی اور نہ جن نے، تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے، گویا وہ لعل اور یاقوت اور مونگا ہیں۔ (پ ۲۷، الرحمن: ۵۶-۵۸)

لہذا! دانا وہی ہے جو جنت کی نعمتوں کی خواہش رکھے اور عذاب جہنم سے بچنے کی کوشش کرے۔“

میری یہ باتیں سن کر بادشاہ کے بیٹے نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہنے لگا: ”اے طبیب! تو نے تو کسی اسلحے کے بغیر ہی مجھے قتل کر ڈالا ہے، مجھے بتاؤ کیا ہمارا رب عزوجل اپنے نافرمان بھگورے بندوں کو قبول کر لیتا ہے کیا وہ مجھ جیسے گنہگار کی توبہ قبول فرمائے گا؟“ میں نے کہا: ”کیوں نہیں! وہ بڑا غفور و رحیم اور کریم ہے۔“ میرا یہ کہنا تھا کہ اس نے اپنی قیمتی عباء چاک کر ڈالی اور محل کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ چند سالوں بعد جب میں حج کے لئے بیت اللہ شریف گیا تو دیکھا کہ وہاں ایک نوجوان طواف کعبہ میں مصروف ہے۔ اس نے مجھے سلام کیا اور کہنے لگا: ”آپ نے مجھے پہچانا نہیں، میں وہی بادشاہ کا بیٹا ہوں جس نے آپ کی باتیں سن کر توبہ کی تھی۔“ (حکایات الصالحین، ص ۷۲)

(12) ڈاکوؤں کے سردار کی توبہ

ایک قافلہ گیلان سے بغداد کی طرف رواں دواں تھا۔ جب یہ قافلہ ہمدان شہر سے روانہ ہوا تو جیسے ہی جنگل شروع ہوا ڈاکوؤں کا ایک گروہ نمودار ہوا اور قافلے والوں سے مال و اسباب لوٹنا شروع کر دیا۔ اس قافلے میں ایک نوجوان بھی تھا جس کی عمر اٹھارہ (18) سال کے لگ بھگ تھی۔ ایک راہزن اس نوجوان کے پاس آیا اور کہنے لگا: ”صاحب زادے! تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟“ نوجوان بولا: ”میرے پاس چالیس دینار ہیں جو

کپڑوں میں سلے ہوئے ہیں۔“ راہزن نے کہا کہ ”صاحب زادے! مذاق نہ کرو سچ بتاؤ؟“ نو جوان نے بتایا ”میرے پاس واقعی چالیس دینار ہیں یہ دیکھو میری بغل کے نیچے دیناروں والی تھیلی کپڑوں میں سلی ہوئی ہے“ راہزن نے دیکھا تو حیران رہ گیا اور نو جوان کو اپنے سردار کے پاس لے گیا اور سارا واقعہ بیان کیا سردار نے کہا ”نو جوان! کیا بات ہے لوگ تو ڈاکوؤں سے اپنی دولت چھپاتے ہیں مگر تم نے سختی کیے بغیر اپنی دولت ظاہر کر دی؟“ نو جوان نے کہا ”میری ماں نے گھر سے چلتے وقت مجھے نصیحت فرمائی تھی کہ ”بیٹا! ہر حال میں سچ بولنا۔“ بس میں اپنی والدہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ نبھارہا ہوں۔“

نو جوان کا یہ بیان تاثیر کا تیر بن کر ڈاکوؤں کے سردار کے دل میں پیوست ہو گیا اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا پھلکنے لگا۔ اس کا سویا ہوا مقدر جاگ اٹھا، وہ کہنے لگا ”صاحبزادے! تم کس قدر خوش نصیب ہو کہ دولت لٹنے کی پرواہ کیے بغیر اپنی والدہ کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو نبھارہے ہو اور میں کس قدر ظالم ہوں کہ اپنے خالق و مالک کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو پامال کر رہا ہوں اور مخلوق خدا کا دل دکھا رہا ہوں۔“ یہ کہنے کے بعد وہ ساتھیوں سمیت سچے دل سے تائب ہو گیا اور لوٹا ہوا سارا مال واپس کر دیا۔ (تاریخ مشائخ قادریہ، ص ۶۶)

(13) ایک قصاب کی توبہ

حضرت سیدنا شیخ ابو بکر بن عبد اللہ حزنؒ کہتے ہیں کہ ایک قصاب اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق تھا۔ ایک دن وہ لونڈی کسی کام سے دوسرے گاؤں کو جا رہی تھی، قصاب نے موقع غنیمت جان کر اس کا پیچھا کیا اور کچھ دور جا کر اسے پکڑ لیا۔ تب کنیز نے کہا کہ ”اے نو جوان! میرا دل بھی تیری طرف مائل ہے لیکن میں اپنے رب ﷻ سے

ڈرتی ہوں۔“ جب اس قصاب نے یہ سنا تو بولا، ”جب تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہے تو کیا میں اس ذاتِ پاک سے نہ ڈروں؟“ یہ کہہ کر اس نے توبہ کر لی اور وہاں سے پلٹ پڑا۔ راستے میں پیاس کے مارے دم لبوں پر آ گیا۔ اتفاقاً اس کی ملاقات ایک شخص سے ہو گئی جو کہ کسی نبی علیہ السلام کا قاصد تھا۔ اس مردِ قاصد نے پوچھا، اے جوان کیا حال ہے؟“ قصاب نے جواب دیا، ”پیاس سے نڈھال ہوں۔“ قاصد نے کہا کہ ”آؤ ہم دونوں مل کر خدا عز و جل سے دعا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ابر کے فرشتے کو بھیج دے اور وہ شہر پہنچنے تک ہم پر اپنا سایہ کئے رکھے۔“ نو جوان نے کہا کہ ”میں نے تو خدا عز و جل کی کوئی قابلِ ذکر عبادت بھی نہیں کی ہے، میں کس طرح دعا کروں؟ تم دعا کرو میں آمین کہوں گا۔“ اس شخص نے دعا کی، بادل کا ایک ٹکڑا ان کے سروں پر سایہ فگن ہو گیا۔

جب یہ دونوں راستہ طے کرتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو وہ بادل قصاب کے سر پر آ گیا اور قاصد دھوپ میں ہو گیا۔ قاصد نے کہا، ”اے جوان! تو نے تو کہا تھا کہ تو نے اللہ عز و جل کی کچھ بھی عبادت نہیں کی، پھر یہ بادل تیرے سر پر کس طرح سایہ فگن ہو گیا؟ تو مجھے اپنا حال سنا۔“ نو جوان نے کہا، ”اور تو مجھے کچھ معلوم نہیں لیکن ایک کنیز سے خوفِ خدا عز و جل کی بات سن کر میں نے توبہ ضرور کی تھی۔“ قاصد بولا، ”تو نے سچ کہا، اللہ تعالیٰ کے حضور میں جو مرتبہ و درجہ تائب (توبہ کرنے والے) کا ہے وہ کسی دوسرے کا نہیں ہے۔“ (کتاب التوابین، توبۃ القصاب والجاریۃ، ص ۷۵)

(14) بے ہوش ہونے والے شرابی کی توبہ

حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ نے ایک شرابی کو دیکھا جو مدہوش زمین پر گرا ہوا تھا اور اپنے شراب آلودہ منہ سے ”اللہ اللہ“ کہہ رہا تھا۔ آپ نے وہیں بیٹھ کر اس کا منہ

پانی سے دھویا اور فرمایا: ”اس بے خبر کو کیا خبر؟ کہ ناپاک منہ سے کس پاک ذات کا نام لے رہا ہے۔“ منہ دھو کر آپ چلے گئے۔ جب شرابی کو ہوش آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ تمہاری بے ہوشی کے عالم میں حضرت سری علیہ الرحمۃ یہاں آئے تھے اور تمہارا منہ دھو کر گئے ہیں۔ شرابی یہ سن کر بڑا پشیمان و نادم ہوا اور رونے لگا اور نفس کو مخاطب کر کے بولا: ”بے شرم! اب تو سری علیہ الرحمۃ بھی تجھے اس حال میں دیکھ گئے ہیں، خدا ﷻ سے ڈر اور آئندہ کے لیے توبہ کر۔“

رات کو حضرت سری علیہ الرحمۃ نے خواب میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا: ”اے سری! تم نے شرابی کا ہماری خاطر منہ دھویا، ہم نے تمہاری خاطر اس کا دل دھو دیا۔“ حضرت سری علیہ الرحمۃ تہجد کے وقت مسجد میں گئے تو اسی شرابی کو تہجد پڑھتے ہوئے پایا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”تم میں یہ انقلاب کیسے آ گیا؟“ تو وہ بولا: ”آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں جب کہ اللہ نے آپ کو بتا دیا ہے۔“

(فیضان سنت بحوالہ روض الفائق، ص ۳۱۷)

(15) گناہوں کی دلدل میں پھنسنے والے نوجوان کی توبہ

ایک بزرگ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک بار نصف رات گزر جانے کے بعد میں جنگل کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں میں نے دیکھا کہ چار آدمی ایک جنازہ اٹھائے جا رہے ہیں۔ میں سمجھا کہ شاید انہوں نے اسے قتل کیا ہے اور لاش ٹھکانے لگانے کے لیے کہیں لے جا رہے ہیں۔ جب وہ میرے نزدیک آئے تو میں نے ہمت کر کے ان سے پوچھا: ”اللہ ﷻ کا جو حق تم پر ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے میرے سوال کا جواب دو، کیا تم نے خود اسے قتل کیا ہے یا کسی اور نے اور اب تم اسے ٹھکانے لگانے کے

لیے کہاں لے جا رہے ہو؟“ انہوں نے جواب دیا: ”ہم نے نہ تو اسے قتل کیا ہے اور نہ ہی یہ مقتول ہے بلکہ ہم مزدور ہیں اور اس کی ماں نے ہمیں مزدوری دینی ہے، وہ اس کی قبر کے پاس ہمارا انتظار کر رہی ہے آؤ تم بھی ہمارے ساتھ آ جاؤ۔“ میں تجسس کی وجہ سے ان کے ساتھ ہولیا۔ ہم قبرستان میں پہنچے تو دیکھا کہ واقعی ایک تازہ کھدی ہوئی قبر کے پاس ایک بوڑھی خاتون کھڑی تھیں۔

میں ان کے قریب گیا اور پوچھا: ”اماں جان! آپ اپنے بیٹے کے جنازے کو دن کے وقت یہاں کیوں نہیں لائیں تاکہ اور لوگ بھی اس کے کفن دفن میں شریک ہو جاتے؟“ انہوں نے کہا: ”یہ جنازہ میرے لخت جگر کا ہے، میرا یہ بیٹا بڑا شرابی اور گناہ گار تھا، ہر وقت شراب کے نشے اور گناہ کی دلدل میں غرق رہتا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے مجھے بلا کر تین چیزوں کی وصیت کی

(۱) جب میں مرجاؤں تو میری گردن میں رسی ڈال کر گھر کے ارد گرد گھسیٹنا اور لوگوں کو کہنا کہ گنہگاروں اور نافرمانوں کی یہی سزا ہوتی ہے۔

(۲) مجھے رات کے وقت دفن کرنا کیونکہ دن کے وقت جو بھی میرے جنازے کو دیکھے گا مجھے لعن طعن کرے گا۔

(۳) جب مجھے قبر میں رکھنے لگو تو میرے ساتھ اپنا ایک سفید بال بھی رکھ دینا کیونکہ اللہ ﷻ سفید بالوں سے حیا فرماتا ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے اس کی وجہ سے عذاب سے بچالے۔“

جب یہ فوت ہو گیا تو میں نے اس کی پہلی وصیت کے مطابق جب میں نے اس کے گلے میں رسی ڈالی اور اسے گھسیٹنے لگی تو ہاتھ غیبی سے آواز آئی: ”اے بڑھیا!

اسے یوں مت گھسیٹو، اللہ ﷻ نے اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی (یعنی توبہ) کی وجہ سے معاف فرمادیا ہے۔“ جب میں نے اس بوڑھی عورت کی یہ بات سنی تو میں اس جنازے کے پاس گیا، اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر اسے قبر میں دفن کر دیا۔ میں نے اس کی بوڑھی ماں کے سر کا ایک سفید بال بھی اس کے ساتھ قبر میں رکھ دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر جب ہم اس کی قبر کو بند کرنے لگے تو اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے اپنا ہاتھ کفن سے باہر نکال کر بلند کیا اور آنکھیں کھول دیں۔ میں یہ دیکھ کر گھبرا گیا لیکن اس نے ہمیں مخاطب کر کے مسکراتے ہوئے کہا: ”اے شیخ! ہمارا رب ﷻ بڑا غفور و رحیم ہے، وہ احسان کرنے والوں کو بھی بخش دیتا ہے اور گنہگاروں کو بھی معاف فرمادیتا ہے۔“ یہ کہہ کر اس نے ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔ ہم سب نے مل کر اس کی قبر کو بند کر دیا اور اس پر مٹی درست کر کے واپس آ گئے۔“ (حکایات الصالحین ص ۷۸)

(16) ایک امیر نوجوان کی توبہ

حضرت سیدنا صالح مری ﷺ ایک محفل میں وعظ فرما رہے تھے۔ انہوں نے اپنے سامنے بیٹھنے والے ایک نوجوان کو کہا، ”کوئی آیت پڑھو۔“ تو اس نے یہ آیت پڑھ دی، ”وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْأَزْفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَظْمِئِ ط مَالٍ لِّظَلْمِئِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ“ ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے۔ اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔“

(پ ۲۴، المؤمن ۱۸)

یہ آیت سن کر آپ نے فرمایا، ”کوئی کیسے ظالم کا دوست یا مددگار ہو سکتا ہے؟“

کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہوگا۔ بے شک تم سرکشی کرنے والے گنہگاروں کو دیکھو گے کہ انہیں زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا اور وہ برہنہ پاؤں ہوں گے، ان کے جسم بوجھل، چہرے سیاہ اور آنکھیں خوف سے نیلی ہوں گی۔“ وہ پکار کر کہیں گے، ”ہم ہلاک ہو گئے! ہم برباد ہو گئے! ہمیں کیوں جکڑا گیا ہے، ہمیں کہاں لے جایا جا رہا ہے اور ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟“ فرشتے انہیں آگ کے کوڑوں سے ہانکیں گے، کبھی وہ منہ کے بل گریں گے اور کبھی انہیں گھسیٹ کر لے جایا جائے گا۔ جب رو کر ان کے آنسو خشک ہو جائیں گے تو خون کے آنسو رون شروع کر دیں گے، ان کے دل دہل جائیں گے اور حیران و پریشان ہوں گے۔ اگر کوئی انہیں دیکھ لے تو ان پر نگاہ نہ جما سکے گا، نہ دل کو سنبھال سکے گا اور یہ ہولناک منظر دیکھنے والے کے بدن پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔“

یہ کہنے کے بعد حضرت سیدنا صالح مری ﷺ بہت روئے اور آہ بھر کر کہنے لگے، ”افسوس! کیسا خوفناک منظر ہوگا۔“ یہ کہہ کر پھر رونے لگے اور ان کو روتا دیکھ کر لوگ بھی رونے لگے۔ اتنے میں ایک نوجوان کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، ”حضور! کیا یہ سارا منظر بروز قیامت ہوگا؟“ آپ نے جواب دیا، ”ہاں! اور یہ منظر زیادہ طویل نہیں ہوگا کیونکہ جب انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو ان کی آوازیں آنا بند ہو جائیں گی۔“ یہ سن کر نوجوان نے ایک چیخ ماری اور کہا، ”افسوس! میں نے اپنی زندگی غفلت میں گزار دی، افسوس! میں کوتاہیوں کا شکار رہا، افسوس! میں اپنے پروردگار ﷻ کی اطاعت میں سستی کرتا رہا، آہ! میں نے اپنی زندگی ضائع کر دی۔“ اور رونے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ کہنے لگا، ”اے میرے رب ﷻ! میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے تیری بارگاہ میں

حاضر ہوں، مجھے تیرے سوا کسی سے غرض نہیں، مجھ میں جو برائیاں ہیں انہیں معاف فرما کر مجھے قبول کر لے، میرے گناہ معاف کر دے، مجھ سمیت تمام حاضرین پر اپنا کرم و فضل فرما اور ہمیں اپنی سخاوت سے مالا مال کر دے، یا ارحم الراحمین! میں نے گناہوں کی کٹھڑی تیرے سامنے رکھ دی ہے اور صدقِ دل سے تیرے سامنے حاضر ہوں، اگر تو مجھے قبول نہیں کرے گا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔“ اتنا کہہ کر وہ نوجوان غش کھا کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ اور چند دن بسترِ علالت پر گزار کر انتقال کر گیا۔

اس کے جنازے میں کثیر لوگ شامل ہوئے اور رورو کر اس کے لئے دعائیں کی گئیں۔ حضرت سیدنا صالح مری رحمۃ اللہ علیہ اکثر اس کا ذکر اپنے وعظ میں کیا کرتے۔ ایک دن کسی نے اس نوجوان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا، ”تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟“ تو اس نے جواب دیا، ”مجھے حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ کی محفل سے برکتیں ملیں اور مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا۔“ (کتاب التوابین، توبہ فی من الازددان، ص ۲۵۰-۲۵۲)

(17) ایک گائیکہ کی توبہ

بصرہ میں ایک انتہائی حسین و جمیل عورت رہا کرتی تھی۔ لوگ اسے شعوانہ کے نام سے جانتے تھے۔ ظاہری حسن و جمال کے ساتھ ساتھ اس کی آواز بھی بہت خوبصورت تھی۔ اپنی خوبصورت آواز کی وجہ سے وہ گائیکی اور نوحہ گری میں مشہور تھی۔ بصرہ شہر میں خوشی اور غمی کی کوئی مجلس اس کے بغیر ادھوری تصور کی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے پاس بہت سامال و دولت جمع ہو گیا تھا۔ بصرہ شہر میں فسق و فجور کے حوالے سے اس کی مثال دی جاتی تھی۔ اس کا رہن سہن امیرانہ تھا، وہ بیش قیمت لباس زیب تن کرتی اور گراں بہا زیورات سے بنی سنوری رہتی تھی۔

ایک دن وہ اپنی رومی اور ترکی کنیزوں کے ساتھ کہیں جا رہی تھی۔ راستے میں اس کا گزر حضرت صالح المری علیہ الرحمۃ کے گھر کے قریب سے ہوا۔ آپ اللہ ﷺ کے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔ آپ باعمل عالم دین اور عابد و زاہد تھے۔ آپ اپنے گھر میں لوگوں کو وعظ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے وعظ کی تاثیر سے لوگوں پر رقت طاری ہو جاتی اور وہ بڑی زور زور سے آہ و بکا شروع کر دیتے اور اللہ ﷺ کے خوف سے ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں۔ جب شعوانہ نامی وہ عورت وہاں سے گزرنے لگی تو اس نے گھر سے آہ و فغاں کی آوازیں سنیں۔ آوازیں سن کر اسے بہت غصہ آیا۔ وہ اپنی کنیزوں سے کہنے لگی: ”تجرب کی بات ہے کہ یہاں نوحہ کیا جا رہا ہے اور مجھے اس کی خبر تک نہیں دی گئی۔“ پھر اس نے ایک خادمہ کو گھر کے حالات معلوم کرنے کے لیے اندر بھیج دیا۔ وہ لونڈی اندر گئی اور اندر کے حالات دیکھ کر اس پر بھی خدا ﷺ کا خوف طاری ہو گیا اور وہ وہیں بیٹھ گئی۔ جب وہ واپس نہ آئی تو شعوانہ نے کافی انتظار کے بعد دوسری اور پھر تیسری لونڈی کو اندر بھیجا مگر وہ بھی واپس نہ لوٹیں۔ پھر اس نے چوتھی خادمہ کو اندر بھیجا جو تھوڑی دیر بعد واپس لوٹ آئی اور اس نے بتایا کہ گھر میں کسی کے مرنے پر ماتم نہیں ہو رہا بلکہ اپنے گناہوں پر آہ و بکا کی جا رہی ہے، لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ ﷺ کے خوف سے رو رہے ہیں۔“

شعوانہ نے یہ سنا تو ہنس دی اور ان کا مذاق اڑانے کی نیت سے گھر کے اندر داخل ہو گئی۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ جونہی وہ اندر داخل ہوئی اللہ ﷺ نے اس کے دل کو پھیر دیا۔ جب اس نے حضرت صالح المری علیہ الرحمۃ کو دیکھا تو دل میں

کہنے لگی: ”افسوس! میری تو ساری عمر ضائع ہو گئی، میں نے انمول زندگی گناہوں میں اکارت کر دی، وہ میرے گناہوں کو کیونکر معاف فرمائے گا؟“ انہی خیالات سے پریشان ہو کر اس نے حضرت صالح المری علیہ الرحمۃ سے پوچھا: ”اے امام المسلمین! کیا اللہ ﷻ نافرمانوں اور سرکشوں کے گناہ بھی معاف فرمادیتا ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”ہاں! یہ وعظ و نصیحت اور وعدے و وعیدیں سب انہی کے لیے تو ہیں تاکہ وہ سیدھے راستے پر آ جائیں۔“ اس پر بھی اس کی تسلی نہ ہوئی تو وہ کہنے لگی: ”میرے گناہ تو آسمان کے ستاروں اور سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہیں۔“ آپ نے فرمایا: ”کوئی بات نہیں! اگر تیرے گناہ شعوانہ سے بھی زیادہ ہوں تو بھی اللہ ﷻ معاف فرمادے گا۔“ یہ سن کر وہ چیخ پڑی اور رونا شروع کر دیا اور اتنا روئی کہ اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد جب اسے ہوش آیا تو کہنے لگی: ”حضرت! میں ہی وہ شعوانہ ہوں جس کے گناہوں کی مثالیں دی جاتی ہیں۔“ پھر اس نے اپنا قیمتی لباس اور گراں قدر زیورات کر پرانا سا لباس پہن لیا اور گناہوں سے کمایا ہوا سا مال غرباء میں تقسیم کر دیا اور اپنے تمام غلام اور خادماں بھی آزاد کر دیں۔ پھر اپنے گھر میں مقید ہو کر بیٹھ گئی۔ اس کے بعد وہ شب و روز اللہ ﷻ کی عبادت میں مصروف رہتی اور اپنے گناہوں پر روتی رہتی اور ان کی معافی مانگتی رہتی۔ رور و کرب ﷻ کی بارگاہ میں التجائیں کرتی: ”اے توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھنے والے اور گنہگاروں کو معاف فرمانے والے! مجھ پر رحم فرما، میں کمزور ہوں تیرے عذاب کی سختیوں کو برداشت نہیں کر سکتی، تو مجھے اپنے عذاب سے بچالے اور مجھے اپنی زیارت سے مشرف فرما۔“ اس نے اسی حالت میں چالیس سال زندگی بسر کی اور انتقال کر گئی۔ (حکایات الصالحین ص ۷۴)

(18) ایک وزیر کی توبہ

حضرت سیدنا جعفر بن حرب رضی اللہ عنہ پہلے پہل بہت مالدار شخص تھے اور اسی کے بل بوتے پر بادشاہ کے وزیر بھی بن گئے اور لوگوں پر ظلم و ستم ڈھانا شروع کر دیا۔ ایک دن آپ نے کسی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا، ”أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ“ ترجمہ کنز الایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔ (پ ۲۷، الحدید ۱۶)

یہ سن کر آپ نے ایک چیخ ماری اور کہا، ”اے میرے رب ﷻ! کیوں نہیں؟“ آپ بار بار یہی کہتے جاتے اور روتے جاتے۔ پھر اپنی سواری سے اتر کر اپنے کپڑے اتارے اور دریائے دجلہ میں چھپ گئے۔ ایک شخص جو آپ کے حالات سے واقف تھا، دریائے دجلہ کے قریب سے گزرا تو آپ کو پانی میں کھڑے ہوئے پایا۔ چنانچہ اس نے آپ کو ایک قمیض اور تہبند بھجوایا۔ آپ نے ان کپڑوں سے اپنا بدن ڈھانپا اور پانی سے باہر نکل آئے۔ لوگوں سے ظلماً لیا گیا مال واپس کر دیا اور بیچ رہنے والا مال صدقہ کر دیا۔ اس کے بعد آپ تحصیل علم اور عبادت میں مشغول ہو گئے، حتیٰ کہ انتقال کر گئے۔

(کتاب التوابین، جعفر بن حرب، ص ۱۶۳)

(19) اژدھے سے بچنے والے کی توبہ

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ ایک روز نیل کے ساحل کی طرف تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کسی گہری سوچ میں مگن تھے۔ اچانک آپ نے ایک بہت بڑے بچھو کو تیزی کے ساتھ ساحل کی طرف جاتے دیکھا۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس کے پیچھے پیچھے پانی کے کنارے جا پہنچے۔ آپ نے دیکھا کہ دریا میں سے ایک

مینڈک نکلا، بچھواس کی پیٹھ پر سوار ہوا اور وہ مینڈک اسے لے کر دریا میں تیرنے لگا اور دریا پار کر گیا۔ حضرت ذوالنون مصری بھی ان کے پیچھے پیچھے دریا کے پار چلے گئے۔ آپ جب دوسرے کنارے پر پہنچے تو بچھو مینڈک کی پیٹھ سے اتر کر ایک طرف کو چلنے لگا۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد وہ ایک درخت کے نیچے جا پہنچا۔ آپ نے دیکھا کہ وہاں ایک نوجوان زمین پر مدہوش پڑا ہوا تھا اور اس کے سینے پر ایک اژدھا اسے ڈسنے کے لیے اپنا بھن پھیلائے جھوم رہا تھا۔ وہی بچھو تیزی کے ساتھ آیا اور اس اژدھے کو ڈنک مار دیا اور واپس چلا گیا۔ اس کے ڈنک سے وہ اژدھا مر گیا۔

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ نے سوچا کہ یہ نوجوان کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ اللہ ﷻ کا کوئی خاص بندہ ہے لہذا اس کی قدم بوسی کرنی چاہیے۔ آپ اس کی قدم بوسی کے لیے اس کے قریب ہوئے تو اس کے پاس سے شراب کی بڑی سخت بدبو آئی۔ آپ حیران ہو گئے کیونکہ وہ ایک شرابی آدمی تھا۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی: ”اے ذوالنون! حیران کیوں ہوتا ہے، یہ بھی ہمارا ہی بندہ ہے، اگر اللہ ﷻ صرف نیکوکاروں ہی کی حفاظت فرمائے گا تو گنہگاروں کی حفاظت کون کرے گا؟“ آپ اس بات سے وجد میں آ گئے اور کافی دیر تک وجد کی کیفیت میں یہ شعر پڑھتے رہے۔

ترجمہ: اے خوش نصیب سونے والے جس کی خود رب جہاں ہر طرف سے حفاظت فرما رہا ہے اور تو تاریکی میں گناہوں میں متحرک رہتا ہے۔ اس بادشاہ کی طرف سے آنکھیں کیونکر غافل ہو جاتیں جو تجھے ہر طرح کی نعمتوں کے فوائد عطا فرما رہا ہے۔

جب سورج غروب ہونے لگا اور ساحل پر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تو اس نوجوان کے بدن میں حرکت پیدا ہوئی۔ جب اس کا نشہ اترتا تو اسے کچھ ہوش آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے آنکھیں کھول دیں اور اپنے سامنے حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کو دیکھ کر شرمندہ ہو گیا اور خجالت سے پوچھنے لگا: ”اے قبلہ عالم! آپ یہاں کیسے؟“ آپ نے فرمایا: ”اسے چھوڑو، اپنے بارے میں بتاؤ، تم کون ہو؟“ اس نے کہا: ”آپ دیکھ ہی رہے ہیں میں شرابی آدمی ہوں۔“ آپ نے فرمایا: ”ادھر دیکھو۔“ جب اس نے مرے ہوئے اژدھے کو دیکھا تو اس کے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ خوف سے کانپنے لگا۔ آپ نے اسے ابتداء سے لے کر انتہا تک سارا واقعہ سنایا تو وہ رو پڑا اور اپنے منہ پر مٹی ملنے لگا اور کہنے لگا: ”اگر وہ ذات اپنے گناہگاروں کے ساتھ ایسا سلوک کرتی ہے تو نیکوکاروں کو کتنا نوازتی ہوگی۔“

یہ کہہ کر جنگل کی طرف چلا گیا اور سخت مجاہدوں میں مصروف ہو گیا۔ آخر کار ایک وقت ایسا آیا کہ اس کا شمار اللہ ﷻ کے مقبول بندوں میں ہونے لگا۔ اللہ ﷻ نے اس پر اتنا کرم فرمایا کہ اگر وہ دور سے بھی کسی بیمار کو دم کر دیتا تو اللہ ﷻ اسے شفا عطا فرما دیتا۔ (حکایات الصالحین ص ۷۲)

(20) ایک عاشق کی توبہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ کی توبہ کے بارے میں منقول ہے کہ ”آپ ایک عورت پر اس قدر فریفتہ ہو گئے کہ کسی پل چین ہی نہ آتا تھا۔ ایک مرتبہ سردیوں کی ایک طویل رات میں صبح تک اس کے مکان کے سامنے انتظار میں کھڑے رہے۔ حتیٰ کہ فجر کا وقت ہو گیا تو آپ کو شدید ندامت ہوئی کہ ”میں مفت میں ایک مخلوق کی خاطر اتنا انتظار کرتا رہا، اگر میں یہ رات عبادت میں گزارتا تو اس سے لاکھ درجے اچھا تھا۔“ چنانچہ آپ نے فوراً توبہ کی اور عبادتِ الہی ﷻ میں مصروف ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۶۶)

(21) ایک رئیس کی توبہ

ایک رئیس، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے قلبی عناد رکھتا تھا اور (معاذ اللہ ﷻ) آپ کو یہودی تک کہہ جایا کرتا تھا۔ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ اس سے فرمایا، ”میں تیری بیٹی کی شادی ایک یہودی کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔“ یہ سن کر اس نے غصے سے کہا، ”آپ مسلمانوں کے امام ہو کر ایسی بات کرتے ہیں؟ میں تو ایسی شادی کو قطعاً حرام تصور کرتا ہوں۔“ آپ نے فرمایا، ”تیرے حرام جاننے سے کیا فرق پڑتا ہے جبکہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں (معاذ اللہ ﷻ) ایک ”یہودی“ کے نکاح میں دے دیں؟“ وہ رئیس آپ ﷺ کا اشارہ سمجھ گیا اور توبہ کر کے اپنے برے خیالات سے باز آ گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب ہجدهم، ذکر ابو حنیفہ، ص ۱۸۹)

(22) ایک پڑوسی کی توبہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن رجا علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ کوفہ میں امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا جو تمام دن تو محنت مزدوری کرتا اور رات گئے گھر میں مچھلی یا گوشت لے کر آتا پھر اسے بھون کر کھاتا۔ اس کے بعد شراب پیتا جب شراب کے نشے میں دھت ہو جاتا تو خوب اودھم مچاتا اور شور کرتا۔ اس طرح رات گئے تک سلسلہ رہتا یہاں تک کہ اسے نیند گھیر لیتی۔

کرڑوں حنیفوں کے عظیم پیشوا حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کو اس شور و غل سے بے حد تکلیف ہوتی لیکن آپ تمام رات نماز میں مشغول رہتے۔ ایک رات اس ہمسایہ موچی کی آواز نہ سنی۔ صبح کو اس کے بارے میں استفسار فرمایا تو آپ کو بتایا گیا کہ کل رات اس کو سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے اور وہ قید میں ہے۔ امام اعظم علیہ

الرحمۃ نے نماز فجر ادا کی اور اپنی سواری پر سوار ہو کر خلیفہ کے پاس پہنچے اور اپنے آنے کی خلیفہ کو اطلاع بھجوائی۔ خلیفہ نے حکم دیا، آپ علیہ الرحمۃ کی سواری کی لگام تھام کر نہایت ہی احترام کے ساتھ فرش شاہی تک لے آؤ اور آپ علیہ الرحمۃ کو سواری سے نہ اترنے دیا جائے۔ سپاہیوں نے ایسا ہی کیا۔ خلیفہ نے دریافت کیا: ”کیا حکم ہے؟“ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ”میرا ایک ہمسایہ موچی تھا جسے کل رات سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے اُس کی آزادی کا حکم فرمائیے۔“ خلیفہ نے فرمان جاری کر دیا کہ اُس موچی کو فوراً رہا کر دو اور ہر اُس قیدی کو بھی رہا کر دو جو آج کے دن پکڑا گیا ہے۔ چنانچہ سب کو آزاد کر دیا گیا۔

پھر امام اعظم علیہ الرحمۃ سواری پر سوار ہو کر چل دیئے۔ وہ ہمسایہ ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تو امام اعظم علیہ الرحمۃ نے پوچھا: ”اے نوجوان! کیا ہم نے تمہیں کوئی تکلیف دی؟“ اس نے عرض کی: ”نہیں بلکہ آپ نے تو میری مدد فرمائی اور میری سفارش فرمائی، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہتر جزاء عطا فرمائے کہ آپ نے ہمسائے کی حرمت اور حق کی رعایت فرمائی۔“ اس کے بعد اس شخص نے توبہ کر لی اور گناہوں سے باز آ گیا۔ (فیضان سنت ص ۳۶۰ بحوالہ مناقب سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ)

(23) اپنی جان پر ظلم کرنے والے نوجوان کی توبہ

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک نوجوان حاضر ہوا اور کہنے لگا، ”میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے، مجھے کچھ نصیحت ارشاد فرمائیں جو مجھے گناہوں کو چھوڑنے میں معاون ہو۔“ آپ نے ارشاد فرمایا کہ، ”اگر تم پانچ خصلتوں کو اپنا لو تو گناہ تمہیں کوئی نقصان نہ دیں گے اور ان کی لذت ختم ہو جائے گی۔“ اس نے آمادگی کا اظہار کیا تو آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا،

”پہلی بات یہ ہے کہ جب تم گناہ کا ارادہ کرو تو اللہ تعالیٰ کا رزق مت کھاؤ۔“

وہ نوجوان بولا، ”پھر میں کھاؤں گا کہاں سے؟ کیونکہ دنیا میں تو ہر شے اللہ ﷻ کی عطا کردہ ہے۔“ آپ نے فرمایا، ”کیا یہ اچھا لگے گا کہ تم رب تعالیٰ کا رزق بھی کھاؤ اور اس کی نافرمانی بھی کرو؟“ اس نوجوان نے کہا، ”نہیں اور کیا، دوسری بات بیان فرمائیے۔“

آپ نے فرمایا، ”دوسری بات یہ ہے کہ جب تم کوئی گناہ کرنے لگو تو اللہ ﷻ کے ملک سے باہر نکل جاؤ۔“ وہ کہنے لگا، ”یہ تو پہلی بات سے بھی مشکل ہے کہ مشرق سے مغرب تک اللہ ﷻ ہی کی مملکت ہے۔“ آپ نے ارشاد فرمایا، ”تو کیا یہ مناسب ہے کہ جس کا رزق کھاؤ یا جس کے ملک میں رہو، اس کی نافرمانی بھی کرو؟“ نوجوان نے نفی میں سر ہلایا اور کہا، ”تیسری بات بیان فرمائیں۔“

آپ نے ارشاد فرمایا، ”تیسری بات یہ ہے کہ جب تم کوئی گناہ کرو تو ایسی جگہ کرو جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔“ اس نے کہا، ”حضور! یہ کیسے ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ تو ہر بات کا جاننے والا ہے کوئی اس سے کیسے چھپ سکتا ہے؟“ تو آپ نے فرمایا، ”تو کیا یہ اچھا لگے گا کہ تم اس کا رزق بھی کھاؤ، اس کی مملکت میں بھی رہو اور پھر اسی کے سامنے اس کی نافرمانی بھی کرو؟“ نوجوان نے کہا، ”نہیں، چوتھی بات بیان فرمائیں۔“

آپ نے فرمایا، ”چوتھی بات یہ ہے کہ جب ملک الموت ﷻ تمہاری روح قبض کرنے تشریف لائیں تو ان سے کہنا، ”کچھ دیر کے لئے ٹھہر جائیں تاکہ میں توبہ کر کے چند اچھے اعمال کر لوں۔“ اس نے کہا، ”یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ اس مطالبے کو مان لیں۔“ تو آپ نے ارشاد فرمایا، ”جب تم جانتے ہو کہ موت یقینی ہے اور اس سے بچنا ممکن نہیں تو چھٹکارے کی توقع کیسے کر سکتے ہو؟“ اس نے عرض کی، ”پانچویں بات ارشاد فرمائیں۔“

آپ نے فرمایا، ”پانچویں بات یہ ہے کہ جب زبانیہ آئے اور تجھے جہنم کی طرف لے جایا جائے تو مت جانا۔“ اس نے عرض کی، ”وہ نہیں مانیں گے اور نہ مجھے چھوڑیں گے۔“ تو آپ نے ارشاد فرمایا، ”تو پھر تم نجات کی امید کیسے رکھ سکتے ہو؟“ وہ نوجوان پکار اٹھا، ”مجھے یہ نصیحت کافی ہے، اب میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔“ اس کے بعد وہ نوجوان مرتے دم تک عبادت میں مشغول رہا۔ (کتاب التوابعین، توبہ شاذلی، ص ۲۸۵)

(24) فاحشہ عورت کے عشق میں مبتلا نوجوان کی توبہ

مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں دو دوست تھے۔ یہ دونوں ایک پہاڑ پر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان میں سے ایک شہر میں کچھ خریدنے آیا تو اس کی نگاہ ایک فاحشہ عورت پر پڑ گئی اور وہ اس کے عشق میں گرفتار ہو گیا اور اس کی مجلس اختیار کر لی۔ جب کچھ روز گزر گئے اور وہ واپس نہ آیا تو دوسرا دوست اسے تلاش کرتا ہوا شہر میں پہنچا، معلومات کرنے پر اس کے بارے میں سب کچھ جان گیا۔

یہ اس سے ملنے پہنچا تو عاشق دوست نے شرمندہ ہو کر کہا کہ ”میں تو تجھے جانتا ہی نہیں۔“ اس نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا، ”پیارے بھائی! دل کو اس کام میں مشغول نہ کر، میرے دل میں جس قدر شفقت آج پیدا ہوئی ہے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔“ یہ کہہ کر اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ گناہ گار دوست نے جب اس کی طرف سے محبت کا یہ مظاہرہ دیکھا تو جان لیا کہ ”میں اس کی نگاہوں سے گرا نہیں ہوں۔“ پس فوراً طوائف کی محفل سے اٹھا، توبہ کی اور اس کے ساتھ واپس آ گیا۔

(کیمیائے سعادت، رکن دوم، در معاملات اصل چہارم، پیدا کردن حقوق دوستی، ج ۱، ص ۳۸۱)

(25) ایک ہاشمی نوجوان کی توبہ

بنو امیہ کا حسین و جمیل نوجوان موسیٰ بن محمد بن سلیمان ہاشمی اپنے عیش و عشرت، خوش لباسی اور خوبصورت کنیزوں اور غلاموں کے جھرمٹ میں زندگی بسر کرنے کا عادی تھا۔ انواع و اقسام کے کھانوں سے اس کا دسترخوان ہمہ وقت لبریز رہتا۔ زرق برق ملبوسات میں لپٹا، مجلسِ طرب سجائے، ساری ساری رات غم و آلام دنیا سے بے خبر پڑا رہتا۔ ایک سال میں تین لاکھ تین ہزار دینار کی آمدنی تھی، جسے مکمل طور پر اپنی عیاشیوں میں خرچ کر دیتا۔ اس نے شارع عام پر نہایت بلند و بالا خوبصورت محل بنوارکھا تھا۔ اپنے محل میں بیٹھا کبھی تو وسیع گزرگاہوں کی رونقوں سے محظوظ ہوتا اور کبھی چھپی جانب واقع شاندار باغ میں مجلسِ طرب سجاتا۔ محل میں ہاتھی دانت کا بنا ہوا ایک قبة تھا، جس میں چاندی کی کیلیں تھیں۔ اس کے بیچ میں ایک قیمتی تخت خاص شہزادے کے بیٹھنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ موسیٰ اس پر شان و شوکت کے ساتھ بیٹھتا، ارد گرد دوست احباب کی نشستیں ہوتیں۔ پشت پر خدام و غلام بآداب کھڑے ہوتے۔ قبة کے باہر گانے والوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی، جہاں سے وہ نغمہ و سرور کے ذریعے اس کا اور اس کے دوستوں کا دل بہلاتے۔ کبھی خوبصورت گانے والیاں بھی رونقِ مجلس بڑھاتیں۔ رات ڈھلے عیش و عشرت سے تھک کر کنیزوں میں سے جس کے ہمراہ چاہتا شبِ باشی کرتا۔ دن کو شطرنج کی بساطیں جمتیں۔ کبھی بھولے سے بھی اس کی مجلس میں موت یا غم و آلام کا تذکرہ نہ چھڑتا۔ اسی عالمِ سرمستی و شباب میں ستائیس سال گزر گئے۔

ایک رات وہ اسی طرح عیش و عشرت میں محو تھا کہ یکا یک ایک دردناک چیخ کی آواز ابھری، جو گانے والوں کی آواز کے مشابہ تھی۔ اس آواز کا کانوں سے ٹکرانا تھا

کہ محفل پر سناٹا چھا گیا۔ موسیٰ نے قبے سے سر نکالا اور آواز کا تعاقب کرنے لگا۔ شراب و شباب کا یہ رسیا، اس کرب ناک آواز کی تلخی کو برداشت نہ کر سکا۔ غلاموں کو حکم دیا کہ اس شخص کو تلاش کرو اور میرے پاس لاؤ۔ غلام و خدام محل سے باہر نکلے، انھیں قریبی مسجد میں ایک کمزور، لاغر اور نحیف و نازار نو جوان ملا، جس کا بدن ہڈیوں کا پنجر بن چکا تھا، رنگ زرد، لب خشک، بال پریشاں، دو پھٹی چادروں میں لپٹا رب کائنات کے حضور مناجات کر رہا تھا۔ خادموں نے اسے ہاتھ پاؤں سے پکڑا اور موسیٰ کے سامنے حاضر کر دیا۔ موسیٰ نے اس سے تکلیف کا سبب پوچھا۔ نو جوان نے کہا دراصل میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا، دورانِ تلاوت ایک مقام ایسا آیا کہ اس نے مجھے بے حال کر دیا۔ موسیٰ نے کہا ”وہ کون سی آیات تھیں میں بھی تو سنوں۔“ نو جوان نے تعوذ و تسبیح کے بعد یہ آیات تلاوت کیں، ”إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ عَلَى الْأَرَآئِكِ يَنْظُرُونَ ۝ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ۝ يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ ۝ خِتْمُهُ مِسْكَ ۝ فِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ۝ وَمَزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ ۝ عَيْنًا يُشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ۝“ ترجمہ: بے شک نکو کار ضرور چین میں ہیں تختوں پر دیکھتے ہیں تو ان کے چہروں میں چین کی تازگی پہچانے، نہری شراب پلائے جائیں گے جو مہر کی ہوئی رکھی ہے اس کی مہر مشک پر ہے اور اسی پر چاہئے کہ للچائیں للچانے والے اور اس کی ملونی تسنیم سے ہے وہ چشمہ جس سے مقربانِ بارگاہِ پیتے ہیں۔ (پ ۳۰، لمطفین: ۲۲-۲۸)

تلاوت کرنے کے بعد نو جوان نے کہا ”اے فریب خوردہ! بھلا وہ نعمتیں کہاں اور تیری یہ مجلس کہاں؟ جنتی تخت کچھ اور ہی ہوگا، اس پر نرم و نازک بستر ہوں گے، جن کے استر استبرق کے ہوں گے۔ سبز قالینوں اور بستروں پر ٹیک لگائے لوگ آرام

کرتے ہوں گے۔ وہاں دونہریں ساتھ ساتھ بہتی ہیں، وہاں ہر پھل کی دو قسمیں ہیں۔ وہاں کے میوے کبھی ختم نہ ہوں گے اور نہ ان سے جنتیوں کو کوئی روکنے والا ہوگا۔ اہل جنت، جنت کے پسندیدہ عیش میں ہمیشہ رہیں گے، وہاں انھیں کوئی ناگوار بات سنائی نہ دے گی۔ وہاں اونچے اونچے تختوں کے ارد گرد چمک دار آب خورے قطار سے رکھے ہوں گے۔ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کے لئے ہوں گی۔ اور کافروں کے لئے کیا ہوگا؟ ان کے لئے آگ ہی آگ ہوگی، آگ بھی ایسی کہ کبھی سرد نہ ہونے والی، کافر اس میں ہمیشہ رہیں گے ان کا عذاب کبھی موقوف نہ ہوگا، وہ اس میں اوندھے منہ پڑے ہوں گے اور جب انھیں سر کے بل گھسیٹا جائے گا تو کہا جائے گا ”لو یہ عذاب چکھو۔“

ان پر اثر کلمات کے باعث موسیٰ کے دل کی دنیا میں انقلاب برپا ہو گیا، بے اختیاری میں تخت سے اترا اور اس نوجوان سے لپٹ کر رو پڑا، پھر تمام خدام و غلام و کنیزوں کو رخصت کر کے نوجوان کو ساتھ لئے گھر کے اندرونی حصے میں چلا گیا اور ایک بورے پر بیٹھ کر اپنی جوانی کے ضائع ہونے پر خود کو ملامت کرنے لگا۔ نوجوان اسے دلاسا دیتا اور اللہ تعالیٰ کی ستاری و غفاری یاد دلاتا رہا۔ اسی عالم میں پوری رات گزر گئی۔ جب صبح ہوئی تو موسیٰ نے سچی توبہ کی، تازہ غسل کیا اور نوجوان کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا، عبادتِ الہیہ کو اپنا مقصد بنالیا۔ (روض الریاحین، ص ۱۲۲)

﴿26﴾ لمولعب میں مشغول شخص کی توبہ

حضرت ابو ہاشم صوفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے بصرہ جانے کا ارادہ کیا اور ایک کشتی میں سوار ہونے کے لئے بڑھا۔ اس کشتی میں ایک مرد تھا جس کے ہمراہ اس کی کنیز تھی۔ اس مرد نے مجھ سے کہا: ”کشتی میں جگہ نہیں ہے۔“ کنیز نے اس

سے میری سفارش کی تو اس نے مجھے بھی کشتی میں سوار کر لیا۔ جب ہم کچھ آگے بڑھے تو مرد نے کھانا منگوایا اور اپنے سامنے رکھ لیا۔ کنیر نے اس سے کہا: ”اس مسکین کو بھی اپنے کھانے میں شریک کر لو۔“ چنانچہ اس نے مجھے بھی کھانے میں شریک کر لیا۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو وہ کنیر سے کہنے لگا: ”شراب لاؤ۔“ جب وہ شراب لائی تو وہ اسے پینے لگا۔ اس نے کنیر سے مجھے بھی شراب پلانے کو کہا لیکن میں نے منع کر دیا۔ جب وہ شخص نشے سے چور ہو گیا تو اس نے کنیر سے کہا: ”اپنے ساز لے آؤ۔“ کنیر نے ساز سنبھالا اور گانا گانے لگی۔ پھر وہ شخص میری طرف متوجہ ہوا اور کہا: ”کیا تمہارے پاس اس (گانے) جیسا کچھ ہے؟“ میں نے جواب دیا: ”ہاں! میرے پاس وہ ہے جو اس سے کہیں زیادہ بہتر اور بھلا ہے۔“ اس نے کہا: ”سناؤ۔“ میں نے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھنے کے بعد یہ آیات تلاوت کیں: ”إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۝ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝“ ترجمہ کنز الایمان: جب دھوپ لپیٹی جائے اور جب تارے جھڑپڑیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں۔ (پ ۳۰، التکویر: ۳۱)

ان آیات کو سن کر وہ شخص رونے لگا جب میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر پہنچا: ”وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝“ (ترجمہ کنز الایمان: اور جب نامہ اعمال کھولے جائیں) (پ ۳۰، التکویر: ۱۰) تو وہ کہنے لگا: ”اے کنیر! میں تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد کرتا ہوں، اس شراب کو بہادو اور ساز توڑ ڈالو۔“ پھر اس نے مجھے قریب بلایا اور کہنے لگا: ”میرے بھائی! تم کیا کہتے ہو، کیا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمائے گا؟“ میں نے جواب میں یہ آیت پڑھ دی: ”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝“ ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے

ستھروں کو۔ (پ ۲، البقرہ: ۲۲۲)“ (یہ سن کر اس نے توبہ کر لی)۔

(درۃ الناصحین، المجلس الخامس والخمسون فی فضیلة التوبۃ، ص ۲۱۶-۲۱۷)

(27) نصرانی طبیب کی توبہ

حضرت سیدنا شیخ شہابی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بہت بیمار ہو گئے۔ لوگ آپ کو علاج کے لئے ایک شفاء خانے لے گئے۔ شفاء خانے میں بغداد کے وزیر علی بن عیسیٰ نے آپ کی حالت دیکھی تو فوراً بادشاہ سے رابطہ کیا کہ کوئی تجربہ کار معالج بھیجئے۔ بادشاہ نے ایک طبیب حاذق کو بھیج دیا جو اپنے فن میں بہت ماہر تھا لیکن اس کا مذہب نصرانی تھا۔ اس نے شیخ کے علاج کے لئے سر توڑ کوششیں کیں لیکن آپ کو شفاء نہ ہوئی۔ ایک دن طبیب کہنے لگا، ”اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے پارہ گوشت سے آپ کو شفاء مل جائے گی تو اپنے بدن کا گوشت کاٹ کر دینا بھی مجھ پر کچھ گراں نہ ہوتا۔“

یہ سن کر شیخ شہابی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، ”میرا علاج اس سے بھی کم میں ہو سکتا ہے۔“ طبیب نے دریافت کیا، ”وہ کیا؟“ ارشاد فرمایا، ”زقار (عیسائیوں کی مذہبی علامت) توڑ دے اور مسلمان ہو جا۔“ یہ سن کر اس نے عیسائیت سے توبہ کر لی اور مسلمان ہو گیا اور اس کے مسلمان ہونے پر شیخ شہابی علیہ الرحمۃ بھی تندرست ہو گئے۔ (روض الراحین، ص ۲۷۱)

(28) ایک عاشق کی توبہ

حضرت سیدنا ابو حفص حداد علیہ الرحمۃ ابتداء میں ایک لونڈی پر عاشق ہو کر اپنے صبر و قرار کو کھو بیٹھے۔ کسی نے آپ کو بتایا کہ ”فلاں علاقے میں ایک یہودی رہتا ہے، وہ بہترین جادو جانتا ہے، وہ یقیناً تم کو تمہاری محبوبہ سے ملا دے گا۔“ آپ فوراً اس یہودی کے پاس پہنچے اور اس سے اپنا تمام حال بیان کیا۔ اس یہودی نے کہا کہ ”تمہارا کام ہو

جائے گا لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ تم چالیس دن تک کسی بھی قسم کا نیک عمل نہیں کرو گے، پہلے اس پر عمل کرو پھر میرے پاس آنا۔“

آپ نے اس شرط کو قبول کر لیا اور چالیس دن حسبِ شرط گزارنے کے بعد آپ اس کے پاس پہنچ گئے۔ اس نے جادو کرنا شروع کیا، لیکن اس کا کوئی اثر مرتب نہ ہوا۔ کئی مرتبہ کوشش کرنے کے بعد اس نے کہا کہ ”ہو نہ ہو، تم نے ان چالیس دنوں میں کوئی نہ کوئی نیکی ضرور کی ہے، ورنہ میرا جادو کبھی ناکام نہ جاتا۔“ آپ نے فرمایا ”ویسے تو مجھے کوئی قابل ذکر چیز یاد نہیں، ہاں ایک دن راستے میں پڑے ہوئے پتھر کو اس خیال سے ایک طرف کر دیا تھا کہ کوئی مسلمان بھائی اس سے ٹکرا کر زخمی نہ ہو جائے۔“ یہ سن کر اس جادوگر نے کہا ”کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اس پروردگار کی عبادت کو چھوڑ بیٹھے ہیں کہ جس نے آپ کے ایک معمولی سے عمل کو وہ شرف قبولیت بخشا کہ میرا جادو مکمل طور پر ناکام ہو گیا؟“ اس بات سے آپ کے دل میں ایک آگ سی لگ گئی، فوراً توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو کر کچھ ہی عرصہ میں درجہ ولایت پر فائز ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب سی و ہشتم، ذکر ابو حفص حداد، ج ۱، ص ۲۷۶)

(29) ساز بجانے والے نوجوان کی توبہ

ایک مرتبہ حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ قبرستان میں حاضری دے کر واپس لوٹ رہے تھے کہ راستے میں ایک نوجوان پر نظر پڑی جو بربط (ساز کا آلہ) بجا رہا تھا۔ آپ نے اسے دیکھ کر ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم“ پڑھا تو وہ نوجوان طیش میں آگیا اور بربط کو اس زور سے آپ کے سر پر دے مارا کہ آپ کا سر مبارک زخمی ہو گیا اور وہ بربط بھی ٹوٹ گیا۔ آپ اس نوجوان کو کچھ کہے بغیر وہاں سے

چلے آئے۔ گھر پہنچ کر آپ نے اپنے غلام کے ذریعے بربط کی قیمت اور حلوا بھیجا اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیا کہ اس رقم سے دوسرا بربط خرید لو اور چونکہ میری وجہ سے تمہارا بربط ٹوٹ گیا تھا جس سے تمہارا دل رنجیدہ ہوا ہو تو حلوا کھا لو تاکہ تمہارا صدمہ ختم ہو جائے۔ وہ نوجوان آپ کے اس حسن اخلاق سے ایسا متاثر ہوا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب چہارہم، باب یزید بسطامی، ج ۱، ص ۱۳۷-۱۳۸)

(30) عورت سے زیادتی کرنے والے کی توبہ

مروی ہے کہ ایک شخص کا گزر کسی حسین ترین عورت کے پاس سے ہوا۔ اس پر نگاہ پڑتے ہی اس کے دل میں برائی کا ارادہ پیدا ہو گیا وہ اس کے پاس گیا اور اپنے ارادے کا اظہار کیا۔ عورت نے کہا، ”جو کچھ تو نے دیکھا ہے اس کے دھوکے میں نہ پڑ، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔“ لیکن مرد پر شیطان سوار رہا حتیٰ کہ اس نے زبردستی عورت پر قابو پا لیا۔ عورت کے ایک طرف آگ کے انگارے پڑے ہوئے تھے اس نے ان پر اپنا ہاتھ رکھ دیا حتیٰ کہ وہ جل کر کوئلہ ہو گیا۔ جب مرد گناہ سے فارغ ہوا تو اس نے حیرت و تعجب سے پوچھا: ”یہ تو نے اپنا ہاتھ کس لیے جلا ڈالا؟“ عورت نے کہا: ”جب تو نے زبردستی مجھ پر قابو پا لیا تو میں ڈر گئی کہ لذتِ گناہ میں کہیں میں بھی تیری شریک نہ ہو جاؤں اور اس کی وجہ سے مجھے بھی گنہگار ٹھہرا دیا جائے، پس اسی وجہ سے میں نے اپنا ہاتھ جلانا مناسب خیال کیا۔“

مرد یہ بات سن کر شرم سے پانی پانی ہو گیا اور اس نے انتہائی ندامت میں مبتلا ہوتے ہوئے کہا، ”اگر یہ بات ہے تو اللہ ﷻ کی قسم! میں بھی آئندہ کبھی بھی اپنے رب ﷻ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔“ پھر اس نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ

کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔ (زم الہوی، ص ۲۱۹)

﴿31﴾ ایک فاسق و فاجر شخص کی توبہ

حضرت عتبہ نو جوان تھے اور (توبہ سے پہلے) فسق و فجور اور شراب نوشی میں مشہور تھے۔ ایک دن حضرت سیدنا حسن بصری علیہ الرحمۃ کی مجلس میں آئے۔ حضرت سیدنا حسن بصری علیہ الرحمۃ اس آیت کی تفسیر کر رہے تھے:

”أَلَمْ يَأْنٍ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ

ترجمہ کنز الایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔ (پ ۲۷، الحدید ۱۶)

آپ نے اس قدر موثر وعظ فرمایا کہ لوگوں پر گریہ طاری ہو گیا۔ ایک نو جوان کھڑا ہوا اور یہ کہنے لگا: ”اے نیک آدمی! کیا اللہ تعالیٰ مجھ جیسے فاسق و فاجر کی توبہ قبول کرے گا جب میں توبہ کروں۔“ شیخ نے فرمایا: تیرے فسق و فجور کے باوجود اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول کرے گا۔ جب عتبہ نے یہ بات سنی تو اس کا چہرہ زرد پڑ گیا اور سارا بدن کانپنے لگا، چلایا اور غش کھا کر گر پڑا اور یہ اشعار پڑھے

أَيَا شَابَا لِرَبِّ الْعَرْشِ عَاصِي

أَتَذَرِي مَا جَزَاءُ ذَوِي الْمَعَاصِي

اے عرش والے کی نافرمانی کرنے والے نو جوان کیا تو جانتا ہے کہ گنہگاروں کی سزا کیا ہے؟

سَعِيرٌ لِلْعَصَاةِ لَهَا زَفِيرٌ

وَعَظِيمٌ يَوْمٌ يُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي

نافرمانوں کے لیے جہنم ہے جس میں گرج ہوگی اور جس دن پیشانیوں سے پکڑے جائیں گے، اس دن غضب ہوگا۔

فَإِنْ تَصْبِرْ عَلَى النَّيْرَانِ فَاعْصِهِ

وَالْأَلَا كُنْ عَنِ الْعُصْيَانِ قَاصِي

پس اگر تو آگ پر صبر کر سکے، تو نافرمانی کر، ورنہ نافرمانی سے دور ہو جا۔

وَفِيمَا قَدْ كَسَبْتَ مِنَ الْخَطَايَا

رَهَنْتَ النَّفْسَ فَاجْهَدْ فِي الْخَلَاصِ

تو نے گناہ کس لیے کئے ہیں، تو نے اپنے آپ کو پھنسا دیا، اب نجات کے لیے کوشش کر۔

عتبہ کی چیخ نکل گئی اور غش کھا کر گر پڑا۔ جب افاقہ ہوا، تو کہنے لگا: ”اے شیخ! کیا میرے جیسے کمینے کی توبہ بھی رب رحیم قبول فرمائے گا۔“ شیخ نے فرمایا: ”بد نصیب بندے کی توبہ اور معافی رب تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔“ پھر حضرت عتبہ علیہ الرحمۃ نے سراٹھایا اور تین دعائیں کیں:

{1} اے میرے اللہ! اگر تو نے میری توبہ قبول کر لی اور میرے گناہ معاف فرمادیے تو مجھے فہم و یادداشت عطا کر، مجھے عزت عطا فرما کہ علوم دین اور قرآن مجید سے جو سنوں حفظ کر لوں۔

{2} اے اللہ! مجھے حسن آواز کا اعزاز عطا فرما، جو بھی میری قرأت سنے اگر وہ سنگ دل ہو تو اس کا دل نرم ہو جائے۔

{3} اے اللہ! رزق حلال کا اعزاز عطا فرما، وہاں سے روزی عطا فرما کہ مجھے اس کا

گمان بھی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام دعائیں قبول فرمائیں۔ ان کا فہم تیز ہو گیا، جب وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے، تو ہر سننے والا تائب ہو جاتا، ان کے گھر میں روزانہ سالن کا ایک پیالہ اور دو روٹیاں رکھی ہوتیں اور پتا نہیں چلتا تھا کہ کون رکھ جاتا ہے۔ اسی حالت میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ (مکاشفۃ القلوب، الباب الثامن فی التوبۃ، ص ۲۸-۲۹)

(32) بنی اسرائیل کے نوجوان کی توبہ

بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا جس نے بیس سال تک اللہ ﷻ کی عبادت کی، پھر بیس سال تک نافرمانی کی۔ پھر آئینہ دیکھا تو داڑھی میں بال سفید تھے۔ وہ غم زدہ ہو گیا اور کہنے لگا: ”اے میرے خدا! میں نے بیس سال تک تیری عبادت کی اور بیس سال تک تیری نافرمانی کی اگر میں تیری طرف آؤں تو کیا میری توبہ قبول ہوگی؟“ اس نے کسی کہنے والے کی آواز سنی: ”تم نے ہم سے محبت کی، ہم نے تم سے محبت کی، پھر تو نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا تو نے ہماری نافرمانی کی اور ہم نے تجھے مہلت دی اور اگر تُو توبہ کر کے ہماری طرف آئے گا تو ہم تیری توبہ قبول کریں گے۔“

(مکاشفۃ القلوب، الباب السابع عشر فی بیان الامانۃ والتوبۃ، ص ۶۲)

(33) توبہ پر قائم نہ رہنے والے کی توبہ

حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک آدمی توبہ پر پختہ نہیں رہتا تھا، جب بھی توبہ کرتا توڑ ڈالتا۔ بیس سال تک اس کی یہی حالت رہی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ ﷺ کی طرف وحی کی کہ میرے بندے سے کہو کہ میں اس پر غضبناک ہوں۔ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ ﷺ نے اس آدمی تک یہ پیغام پہنچا دیا۔ وہ بڑا غمگین

ہوا اور صحرا کی طرف چل پڑا۔ وہ کہہ رہا تھا: ”اے میرے خدا! کیا تیری رحمت ختم ہوگئی یا تجھے میری نافرمانی نے نقصان دیا یا تیری معافی کے خزانے ختم ہو گئے؟ کونسا گناہ تیری قدیم صفات غفو و کرم سے بڑا ہے؟ جب تو اپنے بندوں پر رحمت بند کر دے گا تو وہ کس سے امید رکھیں گے؟ اگر تو نے انہیں رد کر دیا تو وہ کس کے پاس جائیں گے؟ اگر تیری رحمت ختم ہوگئی اور مجھے عذاب دینا لازم ہو گیا تو پھر اپنے تمام بندوں کا عذاب مجھ پر کر دے، میں اپنی جان ان کے بدلے میں پیش کرتا ہوں۔“

اللہ ﷻ نے فرمایا: ”اے موسیٰ علیہ السلام! اس کی طرف جاؤ اور کہو کہ اگر تیرے گناہ زمین بھر کے برابر ہوں، تب بھی تجھے بخش دوں گا کہ تو نے میرے کمال قدرت اور کمال غفو و رحمت کو جان لیا۔“

(مکاشفۃ القلوب، الباب السابع عشر فی بیان الامانة والتوبة، ص ۶۳-۶۴)

(34) ایک نافرمان شخص کی توبہ

حضرت ربیعہ بن عثمان علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ ایک شخص اللہ ﷻ کی بہت نافرمانی کرتا تھا پھر اللہ ﷻ نے اسے بھلائی اور توبہ کی توفیق دی۔ اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں اللہ ﷻ سے شفاعت کرنے والے کو تلاش کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ صحرا میں نکل گیا اور وہاں جا کر آہ و زاری شروع کر دی: ”اے آسمان میری شفاعت کر دے، اے پہاڑو میری شفاعت کر دو، اے زمین میری شفاعت کر دے، اے فرشتو! میری سفارش کر دو۔“ حتیٰ کہ یہ تھک گیا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ اللہ ﷻ نے اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجا اور اس نے اسے اٹھالیا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ خوشخبری ہو: ”اللہ ﷻ نے تیری توبہ قبول فرمالی ہے۔“ تو اس شخص نے کہا: ”اللہ ﷻ تجھ پر رحم کرے اللہ ﷻ سے

میری سفارش کس نے کی ہے؟“ اس نے کہا کہ ”میں تیرے بارے میں خوف زدہ ہو گیا تو میں نے اللہ ﷻ سے تیری سفارش کر دی۔“

(کتاب التوابین، توبہ عاصی من العماۃ، ص ۸۴)

(35) نہر میں غسل کرنے والے کی توبہ

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کا شخص ایک فاحشہ عورت کے پاس آیا اور جب وہ غسل کرنے کے لئے نہر میں اترتا تو پانی سے آواز آئی: ”اے فلاں! کیا تو حیا نہیں کرتا، کیا تو نے اس گناہ سے توبہ نہ کی تھی اور کہا تھا کہ اب دوبارہ نہیں کرے گا۔“ تو وہ شخص یہ آواز سن کر یہ کہتے ہوئے نہر سے نکل گیا ”میں اللہ ﷻ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔“ پھر یہ ایک پہاڑ پر آیا جہاں بارہ آدمی اللہ ﷻ کی عبادت کر رہے تھے۔ یہ کچھ عرصہ ان کے ساتھ رہا۔ جب وہاں قحط نازل ہو گیا تو یہ لوگ وہاں سے اترے اور جڑی بوٹیاں تلاش کرنے لگے۔ اس دوران یہ اسی نہر کے پاس سے گزرے تو اس شخص نے کہا: ”میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔“ انہوں نے پوچھا: ”کیوں؟“ اس نے کہا: ”وہاں کوئی ہے جو میری ایک خطا کو جانتا ہے اور مجھے اس کے سامنے جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔“ تو یہ لوگ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

نہر سے صدا آئی: ”واہ! سبحان اللہ، اگر تم میں سے کوئی اپنے بیٹے یا کسی قریبی عزیز پر غصہ ہو اور وہ توبہ کر کے تمہاری پسندیدہ بات کی طرف لوٹ آئے تو تم اس سے محبت کرنے لگو اور تمہارے اس ساتھی نے توبہ کر کے اپنی پسند سے رجوع کر لیا ہے لہذا میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں، جاؤ اس کو یہ بتادو اور نہر کے کنارے پر اللہ ﷻ کی عبادت کرو۔“ تو ان لوگوں نے آکر اسے بتایا اور یہ ان کے ساتھ وہاں آگیا اور ان سب

نے وہاں کافی عرصے تک عبادت کی۔

پھر اس شخص کا جب انتقال ہوا تو اس کے ساتھیوں کو نہر نے آواز دی کہ ”اے عبادت گزارو اور زاہدو! اسے میرے پانی سے غسل دے کر نہر کے کنارے دفن کر دو، تاکہ قیامت کے دن میرے قریب سے اٹھے۔“ انہوں نے ایسا ہی کیا اور کہنے لگے کہ آج کی رات ہم اس قبر کے پاس گزاریں گے اور جب صبح ہوگی تو چلے جائیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ رات بھر اس قبر پر روتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو ان پر اونگھ طاری ہوگئی۔ جب انہیں ہوش آیا تو اللہ ﷻ نے اس کی قبر کے قریب بارہ ”سرو“ کے پودے اگا دیئے تھے اور یہ پہلی مرتبہ تھی کہ زمین پر ”سرو“ کا درخت لگا۔ یہ لوگ یہ دیکھ کر کہنے لگے کہ اللہ ﷻ نے اس جگہ ”سرو“ کے پودے صرف اس لیے اگائے ہیں کہ اللہ ﷻ نے ہماری عبادت کو پسند کیا ہے۔ پھر یہ لوگ اسی قبر کے پاس اللہ ﷻ کی عبادت میں مصروف ہو گئے اور جب ان میں سے کوئی مرجاتا یہ اسے اس شخص کے پہلو میں دفن کر دیتے حتیٰ کہ ان سب کا انتقال ہو گیا۔ (کتاب التوابین، توبہ صاحب فاضلہ، ص ۹۰)

(36) ایک بادشاہ کی توبہ

حضرت عباد بن عباد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل بصرہ میں ایک بادشاہ نے درویشی اختیار کی مگر کچھ عرصے بعد وہ دوبارہ دنیا اور مملکت کی طرف مائل ہو گیا۔ اس نے ایک عمارت بنوائی اور اس پر بہترین کام کروایا۔ اس کے حکم پر بہترین قالین وغیرہ بچھائے گئے۔ پھر اس نے عالیشان دعوت کا اہتمام کیا، تو لوگ جوق در جوق آتے، کھاتے پیتے اس عمارت کو دیکھ کر متعجب ہوتے اور چلے جاتے، یہ سلسلہ کئی دن چلتا رہا۔ عام لوگوں سے فارغ ہو کر یہ اپنے گھر والوں اور بھائیوں کے ساتھ بیٹھا تھا

اور کہنے لگا: ”تم اس گھر کی وجہ سے میری خوشی دیکھ رہے ہو، میں سوچ رہا ہوں کہ میں اپنے ہر بیٹے کے لیے ایک ایسا ہی گھر بناؤں، تم لوگ کچھ دن میرے پاس قیام کرو تا کہ میں تم سے گفت و شنید کروں اور اپنے مقصد کے لیے مشورے کر سکوں۔“ تو یہ لوگ کچھ دن اس کے پاس رہے، کھیل کود کرتے اور کچھ مشورے ہوتے کہ بیٹوں کے لیے کس طرح بنایا جائے اور اس کا کیا ارادہ ہے۔“ ایک رات انہوں نے گھر کے کونے سے کسی کی آواز سنی، وہ کہہ رہا تھا۔

یا ایہا البانی والناسی میتہ

لا تاملن فان الموت مکتوب

اے عمارت بنانے والے اور اپنی موت کو بھولنے والے امید نہ کر بے شک موت لکھی ہوئی ہے۔

علی الخلائق ان سروا وان فرحوا

فال موت حتف لذی الامال منصوب

مخلوق پر اگر وہ خوش ہوں اور فرحت میں ہوں، بس موت امید والوں کو کاٹنے کھڑی ہے۔

لاتبنین دیارا لست تسکنها

وراجع النسک کیما یغفر الحوب

ایسے گھر مت بنا جس میں تجھے رہنا نہیں اور درویشی کی طرف لوٹ جاتا کہ معاف کیا جائے۔

یہ آواز سن کر وہ اور اس کے ساتھ والے بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئے اور جو کچھ سنا

اس سے ڈر گئے تو اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ ”جو آواز میں نے سنی ہے تم نے بھی سنی؟“ انہوں نے کہا: ”جی ہاں!“ اس نے پھر پوچھا ”کیا تم بھی وہی محسوس کر رہے ہو جو میں محسوس کر رہا ہوں؟“ انہوں نے پوچھا: ”تجھے کیا محسوس ہو رہا ہے؟“ اس نے کہا: ”واللہ! میں دل پر ایک بوجھ محسوس کر رہا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ موت کی علامت ہے۔“

اس کے بعد یہ خوب رویا اور ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: ”تم میرے دوست اور بھائی ہو تمہارے پاس میرے لیے کیا ہے؟“ انہوں نے کہا ”جو تو پسند کرے وہ حکم کر۔“ تو اس نے شراب پھینکنے کا حکم دیا، کھیل کود کی چیزیں باہر نکلا دیں، پھر کہنے لگا ”اے اللہ ﷻ! میں تجھے اور تیرے ان حاضر بندوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور مہلت کے ایام میں اپنے کیے پر نادم ہوں اور میں تجھ سے خود پر تیری نعمتوں کا اتمام تیری رحمت پر رجوع کے واسطے سے مانگتا ہوں اور اگر تو مجھے اٹھائے تو اپنے فضل سے میرے گناہ معاف کر کے اٹھا۔“ پھر اس کی تکلیف بڑھ گئی اور یہ برابر یہی کہتا رہا: ”واللہ! موت ہے واللہ یہ موت ہے حتیٰ کہ اس کی جان نکل گئی۔“

(کتاب التوابین، توبۃ ملک من ملوک البصرۃ، ص ۱۴۵-۱۴۶)

(37) ایک سپاہی کی توبہ

حضرت سیدنا مالک بن دینار سے ان کی توبہ کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ”میں پولیس میں تھا اور بہت شراب پیتا تھا۔ میں نے ایک خوبصورت باندی خریدی جو میرے لیے بہت اچھی ثابت ہوئی، اس سے میرے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی، مجھے اس سے بہت محبت ہو گئی۔ جب وہ اپنے قدموں پر چلنے لگ گئی تو اس کی محبت

میرے دل میں اور بڑھ گئی وہ بھی مجھ سے بہت محبت کرتی تھی۔ جب میں شراب پینے لگتا تو وہ آکر شراب گرا دیتی تھی۔ جب اس کی عمر دو سال ہوئی تو اس کا انتقال ہو گیا مجھے اس کی موت نے دل کا مریض بنا دیا۔ پندرہویں شعبان کی رات تھی اور جمعہ کا دن تھا، میں نشے میں چور ہو کر سو گیا اور میں نے اس دن عشاء کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ

”قیامت قائم ہو گئی ہے اور صور پھونکا جا رہا ہے، قبریں پھٹ رہی ہیں اور حشر قائم ہے اور میں لوگوں کے ساتھ ہوں، اچانک میں نے اپنے پیچھے سرسراہٹ محسوس کی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک بہت بڑا کالا اژدھا میرے پیچھے منہ کھولے میری طرف بڑھ رہا تھا۔ میں اس سے ڈر کر بھاگا بھاگتے ہوئے میں ایک صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے بزرگ کے پاس سے گزرا جن کے پاس خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے جواب دیا تو میں نے کہا: ”شیخ! مجھے اس اژدھے سے بچائیے اللہ ﷻ آپ کو اپنے ہاں پناہ دے گا۔“ وہ بزرگ روتے ہوئے کہنے لگے کہ ”میں کمزور ہوں اور یہ مجھ سے بہت طاقتور ہے میں اس پر قادر نہیں ہو سکتا لیکن تم جلدی سے بھاگ جاؤ شاید اللہ ﷻ کسی کو تم سے ملادے جو تمہیں اس سے بچالے۔“ تو میں سیدھا بھاگنے لگا اور وہاں قیامت کے مناظر دیکھنے لگا۔ میں ایک اونچائی پر چڑھا تو وہاں زبردست آگ تھی میں نے اس کی ہولناکی کو دیکھا اور چاہا کہ اژدھے سے بچنے کے لیے اس آگ میں کود جاؤں مگر کسی نے چیخ کر کہا: ”لوٹ آ، تو اس آگ کا اہل نہیں ہے۔“ میں مطمئن ہو کر لوٹ آیا لیکن اژدھا میری تلاش میں تھا۔

میں اسی بزرگ کے پاس آیا اور انہیں کہا: ”شیخ! میں نے آپ سے پناہ مانگی

تھی لیکن آپ نے نہیں دی۔“ وہ بزرگ پھر معذرت کر کے کہنے لگے کہ ”میں کمزور آدمی ہوں لیکن تم اس پہاڑ پر چڑھ جاؤ وہاں مسلمانوں کی امانتیں ہیں، ہو سکتا ہے کہ تیری بھی کوئی امانت وہاں ہو جو تیری مدد کر سکے۔“ میں اس پہاڑ پر چڑھا جو چاندی سے بنا ہوا تھا، اس میں جگہ جگہ سوراخ تھے اور سرخ سونے سے بنے ہوئے غاروں پر پردے پڑے ہوئے تھے، ان غاروں میں جگہ جگہ یاقوت اور جواہرات جڑے ہوئے تھے اور سب طاقتوں پر ریشم کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ جب میں اڑدھے سے ڈر کر پہاڑ کی طرف بھاگا تو کسی فرشتے نے زور سے کہا: ”پردے ہٹا دو۔“ تو پردے اٹھ گئے اور طاق کھول دیے گئے۔ پھر ان طاقتوں سے چاندی کی رنگت جیسے چہروں والے بچے نکل آئے اور اڑدھا بھی میرے قریب ہو گیا۔ اب میں بڑا پریشان ہوا۔ کسی نے چلا کر کہا تمہارا استیاناں! دیکھ نہیں رہے کہ دشمن اس کے کتنا قریب آچکا ہے، چلو سب باہر آؤ پھر بچے فوج در فوج نکلتا شروع ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ میری وہ بچی جو مرچکی تھی، وہ بھی نکلی اور مجھے دیکھتے ہی رونے لگی: ”واللہ! میرے والد۔“ پھر وہ تیزی سے کود کر ایک نور کے ہالے میں گئی اور دوبارہ میرے سامنے نمودار ہو گئی اور اپنے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور دایاں ہاتھ اڑدھے کی طرف بڑھایا تو وہ اٹلے پاؤں بھاگ گیا۔

اس کے بعد اس نے مجھے بٹھایا اور میری گود میں آ بیٹھی اور اپنا سیدھا ہاتھ میری داڑھی میں پھیرتے ہوئے کہنے لگی: ”أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ عِترجمہ کنز الایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔ (پ ۲۷، الحمد ۱۶)

اور رونے لگی تو میں نے کہا: ”میری بچی! کیا تمہیں قرآن معلوم ہے؟“ اس

نے کہا: ”ہاں! ہم لوگ آپ سے زیادہ جانتے ہیں۔“ میں نے پوچھا: ”مجھے اس اثر دھسے کے بارے میں بتاؤ جو مجھے ہلاک کر دینا چاہتا تھا؟“ اس نے کہا: ”وہ آپ کے برے اعمال تھے جنہیں خود آپ نے طاقتور بنایا تھا۔“ میں نے پوچھا: ”وہ بزرگ کون تھے؟“ اس نے بتایا: ”وہ آپ کے اچھے اعمال تھے جنہیں آپ نے اتنا کمزور کر دیا تھا کہ وہ آپ کے برے اعمال کو دور نہ کر سکے۔“ میں نے پوچھا: ”میری بچی! تم لوگ اس پہاڑ میں کیا کرتے ہو؟“ اس نے کہا کہ ”ہم مسلمانوں کے بچے اس پہاڑ میں رہتے ہیں اور قیامت ہونے تک رہیں گے، ہم منتظر ہیں کہ تم کب ہمارے پاس آؤ اور ہم تمہاری شفاعت کریں۔“

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں خوفزدہ حالت میں بیدار ہوا اور میں نے شراب پھینک کر اس کے برتن توڑ دیے اور اللہ ﷻ سے توبہ کر لی، یہ میری توبہ کا سبب بنا۔“ (کتاب التوابین، توبہ مالک بن دینار، ص ۲۰۲-۲۰۵)

38) بسم اللہ کی تعظیم کی برکت سے توبہ نصیب ہو گئی

حضرت سیدنا بشر حافی سے پوچھا گیا تھا کہ تمہاری توبہ کا کیا واقعہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ ”یہ سب اللہ ﷻ کے فضل و کرم سے ہوا میں تمہیں کیا بتاؤں؟ میں بہت چالاک اور جتھے والا انسان تھا، ایک دن میں کہیں جا رہا تھا کہ مجھے ایک کاغذ راستے میں پڑا ملا میں نے اسے اٹھایا تو اس میں بسم اللہ لکھی ہوئی تھی۔ میں نے اسے صاف کر کے جیب میں ڈال لیا۔ میرے پاس ایک درہم کے سوا اور کوئی پیسہ بھی نہیں تھے۔ میں نے اسی درہم کی ایک مہنگی خوشبو لے کر اس کاغذ کو لگا لی۔ رات کو جب میں سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: ”اے بشر بن حارث! تو نے ہمارا نام

راستے سے اٹھا کر اسے خوشبو میں بسایا ہے ہم بھی تیرا نام دنیا و آخرت میں مہکا دیں گے، پھر ایسا ہی ہوا۔ (کتاب التوابین، توبہ بشر الحافی، ص ۲۱۰)

39) ایک ٹھیرے کی توبہ

حضرت قنبنی علیہ الرحمۃ کے ایک بیٹے کا بیان ہے کہ (توبہ کرنے سے پہلے) میرے والد شراب پیتے اور نو عمر لڑکوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے ان لڑکوں کو بلوایا اور دروازے پر ان کا انتظار کرنے لگے۔ اتنے میں وہاں سے حضرت سیدنا شعبہ علیہ الرحمۃ اپنی سواری پر وہاں سے گزرے۔ ان کے پیچھے پیچھے لوگ دوڑتے جا رہے تھے انہوں نے پوچھا: ”یہ کون ہے؟“ لوگوں نے بتایا کہ ”یہ شعبہ ہیں۔“ انہوں نے پوچھا کہ ”شعبہ کون ہیں؟“ بتایا گیا: ”محدث ہیں۔“ تو میرے والد ان کے پیچھے دوڑتے ہوئے پہنچے اور کہا کہ مجھے حدیث سناؤ۔ حضرت شعبہ علیہ الرحمۃ نے کہا کہ تو کوئی محدث تو نہیں کہ تجھے حدیث سناؤں؟

یہ سن کر میرے والد نے چاقو نکال لیا اور کہا کہ ”حدیث سناؤ ورنہ زخمی کر دوں گا۔“ تو حضرت شعبہ علیہ الرحمۃ نے حدیث سنائی کہ ہمیں منصور ربیع نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر گزر۔“

یہ سن کر میرے والد نے چاقو پھینک دیا اور گھر واپس آ گئے اور ساری شراب پھینک دی اور میری والدہ کو کہا کہ ابھی میرے دوست آنے والے ہیں، جب وہ آجائیں تو انہیں کھانا وغیرہ کھلا کر بتا دینا کہ میں نے شراب وغیرہ چھوڑ دی ہے اور برتن توڑ دیئے ہیں تاکہ وہ سب واپس چلے جائیں۔“ (کتاب التوابین، توبہ القنبنی، ص ۲۱۹)

(40) ایک ریزن کی توبہ

حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے عکبر کردی سے پوچھا کہ تمہاری توبہ کا کیا سبب بنا؟ اس نے بتایا:

”میں ایک غار میں رہتا تھا اور رہتی کیا کرتا۔ وہاں کچھ ور کے تین درخت تھے۔ ایک درخت پر پھل نہ تھے وہاں ایک چڑیا پھل والے درخت سے پکی ہوئی کجھوریں توڑتی اور اس درخت پر لے جاتی۔ میں نے اسے اس طرح دس چکر لگاتے ہوئے دیکھا تو میرے دل میں ایک خیال آیا کہ اٹھ کر دیکھوں کہ کیا ماجرا ہے۔ جب میں نے اٹھ کر دیکھا تو وہاں ایک اندھسا نپ تھا اور چڑیا اس کے منہ میں وہ دانے ڈال رہی تھی۔

یہ دیکھ کر میں رونے لگا اور میں نے کہا کہ میرے آقا! سانپ کو تیرے نبی ﷺ نے مار ڈالنے کا حکم دیا اور تو نے اس اندھے سانپ پر چڑیا اسکی کفالت کیلئے متعین کی ہوئی ہے اور میں تیرا بندہ ہوں تیری وحدانیت کا اقرار کرنے کے باوجود رہتی کرتا ہوں۔ میرے دل میں جیسے آواز گونجنے لگی: ”اے عکبر! میرا دروازہ کھلا ہے۔“ تو میں نے اپنی تلوار توڑ دی اور اپنے سر پر خاک ڈالی اور زور زور سے پکارنے لگا ”اے اللہ ﷻ معاف کر دے، رحم کر دے۔“ اچانک میں نے غیبی آواز سنی ”ہم نے تجھے معاف کر دیا۔“ میرے رفقاء کو پتا چل گیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: ”تجھے کیا ہو گیا ہے تو نے تو ہمیں پریشان کر دیا ہے؟“ میں نے کہا کہ میں دھتکارا ہوا بندہ تھا اور اب نیک ہو گیا ہوں۔ تو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم بھی دھتکارے ہوئے ہیں اب ہم بھی نیک بنیں گے۔

پھر ہم سب تین دن تک آہ وزاری کرتے رہے اور ہم بھوکے پیاسے چلتے

ہوئے تیسرے دن ایک بستی میں آئے۔ وہاں ایک اندھی عورت گاؤں کے دروازے پر بیٹھی تھی اس نے پوچھا: ”کیا تم میں کوئی عکبر کردی بھی ہے؟“ ہم نے کہا: ”کیا کوئی کام ہے؟“ اس نے کہا: ”ہاں! میں تین راتوں سے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھ رہی ہوں وہ فرما رہے ہیں کہ عکبر کردی کو اپنے بیٹے کا چھوڑا ہوا مال دے دے۔“ پھر اس نے ساٹھ کپڑے ہمیں دیئے جن میں سے کچھ ہم نے پہن لیے اور اپنے گھروں میں آ گئے۔“ (کتاب التوابین، توبہ عکبر الکردی، ص ۲۲۲)

(41) ایک مجوسی کی توبہ

ابن ابی الدنیا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ بغداد میں فلاں مجوسی سے جا کر کہو کہ ”تیری دعا قبول ہو گئی ہے۔“ تو یہ شخص کہتا ہے کہ میں بیدار ہو کر سوچنے لگا کہ میں بغداد کیسے جاؤں؟ اسی سوچ و بچار میں پورا دن نکل گیا اور میں سو گیا۔ دوسری رات بھی یہی خواب دیکھا۔ جب تیسرے دن بھی یہی خواب نظر آیا تو میں نے سواری لے کر بغداد کا رخ کیا اور اسی مجوسی کے پاس پہنچ گیا اور اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ وہ بہت مالدار تھا اس نے پوچھا: ”کوئی ضرورت ہے؟“ میں نے کہا: ”اکیلے میں بتاؤں گا۔“ تو کچھ لوگ چلے گئے اور اس کے چند ساتھی رہ گئے۔ میں نے کہا: ”انہیں بھی باہر بھیج دو۔“ تو وہ بھی باہر چلے گئے تو میں نے کہا کہ اللہ ﷻ کے رسول ﷺ کا قاصد ہوں۔ انہوں نے تمہیں پیغام بھیجا ہے کہ ”تمہاری دعا قبول ہو گئی ہے۔“ مجوسی نے حیرت سے پوچھا: ”کیا تو مجھے جانتا ہے؟“ میں نے کہا: ”ہاں!“ اس نے کہا کہ ”میں تو اسلام اور محمد ﷺ کی رسالت کا منکر ہوں۔“ میں نے کہا کہ ”تم اس طرح کہہ رہے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہارے پاس

بھیجا ہے؟“ اس نے کہا: ”کیا میرے پاس بھیجا ہے؟“ میں نے کہا ”ہاں!“ تو اس نے کہا کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ ﷻ کے رسول ہیں۔“

پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور کہا کہ میں گمراہی میں تھا اور اب حق کی طرف لوٹ آیا ہوں تم میں سے جو شخص اسلام لائے گا میرے مال میں سے اس کو حصہ ملے گا اور جو اسلام نہیں لائے گا اس کو میرا مال واپس کرنا ہوگا۔ تو اس کے ساتھیوں میں سے اکثر لوگ اسلام لے آئے۔ پھر اس نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا کہ بیٹا! میں گمراہی میں تھا اب حق کی طرف لوٹ آیا ہوں، اب تم بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ بیٹے نے کہا: ”میں بھی اسلام لاتا ہوں۔“ پھر اس نے اپنی بیٹی کو بلایا اور اسے بھی دعوتِ اسلام دی، وہ بھی اسلام لے آئی۔

پھر اس نے مجھ سے کہا: ”کیا تجھے معلوم ہے وہ دعا کیا تھی جو قبول ہو گئی؟“ میں نے کہا ”نہیں۔“ تو اس نے بتایا کہ ”جب میں نے اپنے بیٹے کی شادی اپنی بیٹی سے کی تو دعوت کا اہتمام کیا اور طرح طرح کے کھانے بنائے۔ میرے پڑوس میں سادات میں سے کچھ غریب لوگ رہتے تھے۔ میں لوگوں کو کھلانے کے بعد تھک گیا تو میں نے خادم کو کہا کہ اوپر کی منزل میں میرا بستر لگا دو میں سونا چاہتا ہوں۔ جب میں سونے گیا تو میں نے پڑوس کی ایک بچی کی آواز سنی وہ کہہ رہی تھی کہ ”اماں جان! اس مجوسی نے اپنے کھانے کی خوشبو سے ہمیں تکلیف پہنچائی ہے۔“ یہ سن کر میں نیچے آیا اور ان کے لیے بہت سا کھانا بھیجا اور ساتھ کچھ دینار اور کپڑے بھی بھیجے تو ان بچیوں میں سے ایک نے کہا کہ اللہ ﷻ تیرا حشر ہمارے ساتھ کرے اور باقی لوگوں نے آمین کہی تو آج وہ دعا

قبول ہوگئی۔“ (کتاب التوابین، توبہ مجوسی و اسلامہ، ص ۳۰۵-۳۰۶)

(42) نصرانی حکیم کی توبہ

مروی ہے کہ ایک صوفی بزرگ اپنے چالیس ساتھیوں سمیت سفر پر روانہ ہوئے۔ انہوں نے ایک جگہ تین دن قیام کیا مگر کہیں سے کھانا نہیں آیا تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا کہ اللہ ﷻ نے رزق کے لیے اسباب اختیار کرنا مباح رکھا ہے، لہذا کوئی جائے اور کچھ کھانے پینے کی چیز لے آئے۔ ان میں سے ایک شخص گیا اور بغداد کے ایک علاقے میں جا پہنچا۔ وہاں ایک نصرانی طبیب کا مطب تھا جو لوگوں کی نبض دیکھ کر دوائی دے رہا تھا۔ جب فقیر کو کوئی ایسا شخص نہ ملا جس سے یہ ضرورت کا مطالبہ کر سکے تو یہ اس کے مطب میں جا بیٹھا۔

نصرانی حکیم نے پوچھا: ”تجھے کیا بیماری ہے تو اس نے اپنی حالت کا شکوہ نصرانی سے کرنا مناسب نہ سمجھا، اس لیے ہاتھ آگے کر دیا۔ طبیب نے نبض دیکھی تو کہا کہ میں تمہاری بیماری سمجھ گیا ہوں اور دوائی بھی جانتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے لڑکے کو آواز دی اور کہا کہ ایک رطل روٹی، ایک رطل سالن اور ایک رطل حلوائے آؤ۔ تو فقیر نے کہا: ”اس بیماری کے چالیس شکار اور بھی ہیں۔“ تو طبیب نے آواز دے کر کہا: ”چالیس کھانے اسی مقدار کے مزید لے آؤ۔“ جب کھانا آ گیا تو اس نے مزدور کے ذریعے وہاں بھجوا دیا۔ جب فقیر اسے لے کر چلا تو طبیب بھی اس کا سچ جھوٹ جاننے کے لئے پیچھے پیچھے گیا۔ فقیر چلتا ہوا ایک چھوٹے سے گھر میں داخل ہو گیا جہاں شیخ اور دوسرے فقراء بیٹھے تھے۔ فوراً کھانا لگوایا گیا اور شیخ اور فقراء کھانے کے گرد بیٹھ گئے اور یہ نصرانی گھر کی ڈیوڑھی کے پیچھے جا چھپا۔ اس نے دیکھا کہ شیخ نے لوگوں کو کھانے سے روک دیا اور اپنے رفیق

سے پوچھا: ”اتنے سارے کھانے کا قصہ کیا ہے؟ کہاں سے لے آیا ہے؟“
 تو اس ساتھی نے پورا قصہ بیان کیا۔ شیخ نے کہا: ”کیا تم اس پر راضی ہو کہ بغیر بدلہ دیئے تم ایک نصرانی کا کھانا کھاؤ؟“ تو شرکائے قافلہ بولے: ”اس کا کیا بدلہ ہو سکتا ہے؟“ شیخ نے کہا کہ ”کھانے سے پہلے اللہ ﷻ سے دعا کرو کہ اللہ ﷻ اس نصرانی کو آگ سے نجات عطا فرمائے۔“ تو ان سب نے مل کر دعا کی۔

نصرانی طبیب جو یہ ماجرا دیکھ رہا تھا کہ ان لوگوں نے باوجود بھوکے ہونے کے کھانا نہیں کھایا اور وہ شیخ کی ساری باتیں بھی سن چکا تھا تو اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر داخل ہو گیا پھر صلیب توڑ کر کہا ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ ﷻ کے رسول ہیں۔“ (کتاب التوابین، توبہ طبیب نصرانی، ص ۳۰۷-۳۰۸)

(43) لمولعب میں مشغول نوجوان کی توبہ

حضرت سیدنا شاہ شجاع کرمانی علیہ الرحمۃ کے یہاں لڑکا تولد ہوا تو اس کے سینہ پر سبز حروف میں ”اللہ جل شانہ“ تحریر تھا لیکن جب شعوری عمر کو پہنچا تو لہو لعب میں مشغول رہ کر بربط پر گانا گایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ رات کے وقت جب وہ ایک محلہ سے گاتا ہوا گزرا تو ایک نئی دلہن جو اپنے شوہر کے پاس سوئی ہوئی تھی مضطربانہ طور پر اٹھ کر باہر جھانکنے لگی۔ اسی دوران جب شوہر کی آنکھ کھلی تو بیوی کو اپنے پاس نہ پا کر اٹھا اور بیوی کے پاس پہنچ کر اس لڑکے سے مخاطب ہو کر کہا کہ ”ابھی تیری توبہ کا وقت نہیں آیا؟“ یہ سن کر لڑکے نے تاثر آمیز انداز میں کہا کہ ”یقیناً آچکا ہے۔“ اور یہ کہہ کر بربط توڑ دیا اور اسی دن سے ذکر الہی میں مشغول ہو گیا اور اس درجہ کمال تک پہنچا کہ اس کے والد فرمایا کرتے کہ جو مقام مجھے چالیس سال میں نہ حاصل ہو سکا وہ صاحبزادے کو چالیس دن

میں مل گیا۔“ (تذکرۃ الاولیاء، باب سی و ششم، ذکر شاہ شجاع کرمانی، ج ۱، ص ۲۷۸)

(44) ایک بدمعاش کی توبہ

منقول ہے کہ ایک بدمعاش نو جوان، حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ الرحمۃ کا ہمسایہ تھا۔ لوگ اس سے بہت پریشان رہتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ سے اس کے مظالم کی شکایت کی تو آپ نے اس کے پاس جا کر سمجھایا لیکن اس نے گستاخی کے ساتھ پیش آتے ہوئے کہا کہ ”میں حکومت کا آدمی ہوں اور کسی کو میرے کاموں میں دخیل ہونے کی ضرورت نہیں۔“ آپ نے جب اس سے فرمایا کہ ”میں بادشاہ سے تیری شکایت کروں گا۔“ تو اس نے جواب دیا: ”وہ بہت ہی کریم ہے میرے خلاف وہ کسی کی بات نہیں سنے گا۔“ آپ نے فرمایا کہ ”اگر وہ نہیں سنے گا تو میں اللہ ﷻ سے عرض کروں گا۔“ اس نے کہا کہ وہ بادشاہ سے بھی زیادہ کریم ہے۔

یہ سن کر آپ واپس آ گئے لیکن کچھ دنوں بعد جب اس کے ظالمانہ افعال حد سے زیادہ ہو گئے تو لوگوں نے پھر آپ سے شکایت کی اور آپ پھر نصیحت کرنے جا پہنچے لیکن غائب سے آواز آئی کہ ”میرے دوست کو مت پریشان کرو۔“ آپ کو یہ آواز سن کر بہت حیرانی ہوئی اور اس نو جوان سے کہا کہ میں اس غیبی آواز کے متعلق تجھ سے پوچھنے آیا ہوں جو میں نے راستہ میں سنی ہے۔ اس نے کہا کہ ”اگر یہ بات ہے تو میں اپنی تمام دولت راہ خدا ﷻ میں خیرات کرتا ہوں۔“ اور پورا سامان خیرات کر کے نامعلوم سمت چلا گیا۔

اس کے بعد سوائے حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ کے کسی نے اس کو نہیں دیکھا۔ آپ نے بھی مکہ معظمہ میں اس حالت میں دیکھا کہ بہت ہی کمزور اور مرنے کے

قریب تھا اور کہہ رہا تھا کہ خدا نے مجھے اپنا دوست فرمایا ہے میں اس کے احکام پر جان و دل سے نثار ہوں اور مجھے علم ہے کہ اس کی رضا صرف عبادت ہی سے حاصل ہوتی ہے اور آج سے میں اس کی رضا کے خلاف کام کرنے سے تائب ہوں۔“ یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب چہارم، ذکر مالک دینار، ج ۱، ص ۵۰)

(45) ایک سود خور کی توبہ

ابتدائی دور میں حضرت سیدنا حبیب عجمی علیہ الرحمۃ بہت امیر تھے اور اہل بصرہ کو سود پر قرضہ دیا کرتے تھے۔ جب مقروض سے قرض کا تقاضا کرنے جاتے تو اس وقت تک نہ ٹلتے جب تک کہ قرض وصول نہ ہو جاتا۔ اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے قرض وصول نہ ہوتا تو مقروض سے اپنا وقت ضائع ہونے کا ہرجانہ وصول کرتے، اور اس رقم سے زندگی بسر کرتے۔ ایک دن کسی کے یہاں وصولیابی کے لیے پہنچے تو وہ گھر پر موجود نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ ”نہ تو شوہر گھر پر موجود ہے اور نہ میرے پاس تمہارے دینے کے لیے کوئی چیز ہے، البتہ میں نے آج ایک بھیڑ ذبح کی ہے جس کا تمام گوشت تو ختم ہو چکا ہے البتہ سرباقی رہ گیا ہے، اگر تم چاہو تو وہ میں تم کو دے سکتی ہوں۔“

چنانچہ آپ اس سے سر لے کر گھر پہنچے اور بیوی سے کہا کہ یہ سر سود میں ملا ہے اسے پکا ڈالو۔ بیوی نے کہا: ”گھر میں نہ لکڑی ہے اور نہ آٹا، بھلا میں کھانا کس طرح تیار کروں؟“ آپ نے کہا کہ ”ان دونوں چیزوں کا بھی انتظام مقروض لوگوں سے سود لے کر کرتا ہوں۔“ اور سود ہی سے یہ دونوں چیزیں خرید کر لائے۔ جب کھانا تیار ہو چکا تو ایک سائل نے آکر سوال کیا۔ آپ نے کہا کہ ”تیرے دینے کے لیے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اور تجھے کچھ دے بھی دیں تو اس سے تو دولت مند نہ ہو جائے گا لیکن ہم مفلس

ہو جائیں گے۔“ چنانچہ سائل مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔

جب بیوی نے سالن نکالنا چاہا لیکن وہ ہنڈیا سالن کی بجائے خون سے لبریز تھی۔ اس نے شوہر کو آواز دے کر کہا: ”دیکھو تمہاری کنجوسی اور بد بختی سے یہ کیا ہو گیا ہے؟“ آپ کو یہ دیکھ کر عبرت حاصل ہوئی اور بیوی کو گواہ بنا کر کہا کہ آج میں ہر برے کام سے تائب ہوتا ہوں اور یہ کہہ کر مقروض لوگوں سے اصل رقم لینے اور سود ختم کرنے کے لیے نکلے۔

راستہ میں کچھ لڑکے کھیل رہے تھے آپ کو دیکھ کر کچھ لڑکوں نے آوازے کسنا شروع کئے کہ ”دور ہٹ جاؤ حبیب سود خور آ رہا ہے، کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم اس جیسے بد بخت نہ بن جائیں۔“ یہ سن کر آپ بہت رنجیدہ ہوئے اور حضرت سیدنا حسن بصری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو گئے انہوں نے آپ کو ایسی نصیحت فرمائی کہ بے چین ہو کر دوبارہ توبہ کی۔ واپسی میں جب ایک مقروض شخص آپ کو دیکھ کر بھاگنے لگا تو فرمایا ”تم مجھ سے مت بھاگو، اب تو مجھ کو تم سے بھاگنا چاہیے تاکہ ایک گنہگار کا سایہ تم پر نہ پڑ جائے۔“ جب آپ آگے بڑھے تو انہی لڑکوں نے کہنا شروع کیا کہ ”راستہ دے دو اب حبیب تائب ہو کر آ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے پیروں کی گرد اس پر پڑ جائے اور اللہ ﷻ ہمارا نام گناہگاروں میں درج کر لے۔“ آپ نے بچوں کا یہ قول سن کر اللہ ﷻ سے عرض کی: ”تیری قدرت بھی عجیب ہے کہ آج ہی میں نے توبہ کی اور آج ہی تو نے لوگوں کی زبان سے میری نیک نامی کا اعلان کر دیا۔“

اس کے بعد آپ نے منادی کرادی کہ جو شخص میرا مقروض ہو وہ اپنی تحریر اور مال واپس لے جائے۔ اس کے علاوہ آپ علیہ الرحمۃ نے اپنی تمام دولت راہ خدا ﷻ میں

لٹادی۔ پھر ساحل فرات پر ایک عبادت خانہ تعمیر کر کے عبادت میں مشغول رہے اور یہ معمول بنالیا کہ دن کو علم دین کی تحصیل کے لیے حضرت سیدنا حسن بصری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچ جاتے اور رات بھر مشغول عبادت رہتے۔ چونکہ قرآن مجید کا تلفظ صحیح مخرج سے ادا نہیں کر سکتے تھے اس لیے آپکو عجمی کا خطاب دے دیا گیا۔

(تذکرۃ الاولیاء، باب، ذکر حبیب عجمی، ج ۱، ص ۵۶-۵۷)

﴿46﴾ حسین عورت پر فریفتہ ہونے والے کی توبہ

حضرت سیدنا عتبہ بن غلام علیہ الرحمۃ اس طرح تائب ہوئے کہ کسی حسین عورت پر فریفتہ ہوئے اور اس سے کسی نہ کسی طرح اپنے عشق کا اظہار کر دیا۔ اس عورت نے اپنی کنیر کے ذریعے دریافت کرایا کہ ”آپ نے میرے جسم کا کون سا حصہ دیکھا ہے؟“ آپ نے کہا کہ ”تمہاری آنکھیں دیکھ کر عاشق ہوا ہوں۔“ اس کے جواب میں اس نے اپنی دونوں آنکھیں نکال کر آپ کی خدمت میں روانہ کرتے ہوئے کنیر سے کہلوا یا: ”جس چیز پر آپ فریفتہ ہوئے تھے وہ حاضر ہیں۔“

یہ دیکھ کر آپ کے اوپر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور آپ حضرت سیدنا حسن بصری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہو گئے اور فیوض باطنی سے بہرہ ور ہو کر مشغول عبادت رہے، خود اپنے ہاتھ سے جو کاشت کرتے اور خود ہی اپنے ہاتھ سے آٹا پیس کر پانی میں تر کر کے دھوپ میں خشک کر لیا کرتے اور پورے ہفتہ میں ایک ایک ٹکڑی کھا کر عبادت میں مشغول رہتے اور فرمایا کرتے کہ ”روزانہ رفع حاجت کے لیے جاتے ہوئے کراما کا تین سے شرم آتی ہے۔“

(تذکرۃ الاولیاء، باب ہفتم، ذکر عتبہ الغلام، ج ۱، ص ۶۳)

(47) تائبین کے حالات سن کر توبہ کرنے والا

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کے تائب ہونے کا واقعہ عجیب و غریب ہے اور وہ یہ کہ کسی شخص نے آپ کو اطلاع پہنچائی کہ فلاں مقام پر ایک عابد ہے۔ جب آپ اس سے نیاز حاصل کرنے پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک درخت پر الٹا لٹکا ہوا اپنے نفس سے مسلسل یہ کہہ رہا ہے کہ ”جب تک تو عبادتِ الہی ﷻ میں میری ہم نوائی نہیں کرے گا میں تجھے یوں ہی اذیت دیتا رہوں گا حتیٰ کہ تیری موت واقع ہو جائے۔“ یہ واقعہ دیکھ کر آپ کو اس پر ایسا ترس آیا کہ رونے لگے اور جب نو جوان عابد نے پوچھا: ”تم کون ہو؟ جو ایک گنہگار پر ترس کھا کر رو رہے ہو۔ یہ سن کر آپ نے اس کے سامنے جا کر سلام کیا اور مزاج پر سی کی۔ اس نے بتایا: ”چونکہ یہ بدن عبادتِ الہی ﷻ پر آمادہ نہیں ہے اس لیے سزا دے رہا ہوں۔“ آپ نے کہا کہ ”مجھے تو یہ گمان ہوا کہ شاید تم نے کسی کو قتل کر دیا ہے یا کوئی گناہ عظیم سرزد ہو گیا ہے۔“ اس نے جواب دیا کہ ”تمام گناہ مخلوق سے میل جول کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، اس لیے میں مخلوق سے رسم و راہ کو بہت بڑی بھول تصور کرتا ہوں۔“ آپ نے فرمایا کہ ”تم واقعی بہت بڑے زاہد ہو۔“ اس نے جواب دیا کہ ”اگر تم کسی بڑے زاہد کو دیکھنا چاہتے ہو تو سامنے پہاڑ پر جا کر دیکھو۔“

چنانچہ جب آپ وہاں پہنچے تو ایک نو جوان کو دیکھا، جس کا ایک پیر باہر کٹا ہوا پڑا تھا اور اس کا جسم کیڑوں کی خوراک بنا ہوا تھا۔ جب آپ نے یہ صورت حال معلوم کی تو اس نے بتایا کہ ”ایک دن میں اسی جگہ مصروف عبادت تھا کہ ایک خوبصورت عورت سامنے سے گزری جس کو دیکھ کر میں فریبِ شیطان میں مبتلا ہوا اور اس کے نزدیک پہنچ گیا۔“ اس وقت ندا آئی: ”اے بے غیرت! تیس سال خدا ﷻ کی عبادت میں گزار کر

اب شیطان کی بات ماننے چلا ہے؟“ لہذا میں نے اسی وقت اپنا ایک پاؤں کاٹ دیا کہ گناہ کے لیے پہلا قدم اسی پاؤں سے بڑھایا تھا۔“ پھر اس نے پوچھا: ”بتائیے کہ آپ مجھ گناہگار کے پاس کیوں آئے اور اگر واقعی کسی بڑے زاہد کی جستجو میں ہیں تو اس پہاڑ کی چوٹی پر چلے جائیے۔“ لیکن جب بلندی کی وجہ سے آپ کا وہاں پہنچنا ممکن نظر آیا تو اس نوجوان نے خود ہی ان بزرگ کا قصہ شروع کر دیا۔ اس نے بتایا کہ ”پہاڑ کی چوٹی پر جو بزرگ ہیں ان سے ایک دن کسی نے یہ کہہ دیا کہ روزی محنت سے حاصل ہوتی ہے۔ بس اس دن سے انہوں نے یہ عہد کر لیا کہ جس روزی میں مخلوق کا ہاتھ ہوگا وہ استعمال نہیں کروں گا اور جب بغیر کچھ کھائے دن گزر گئے تو اللہ ﷻ نے شہد کی مکھیوں کو حکم دیا کہ وہ ان کے گرد رہ کر انہیں شہد مہیا کرتی رہیں، چنانچہ ہمیشہ وہ شہد ہی استعمال کرتے ہیں۔“ یہ سن کر حضرت سیدنا ذوالنون علیہ الرحمۃ نے درس عبرت حاصل کیا اور اسی وقت تائب ہو کر عبادت و ریاضت کی طرف متوجہ ہو گئے۔

(تذکرۃ الاولیاء، باب سیزدہم، ذکر ذوالنون مصری، ج ۱، ص ۱۱۲-۱۱۳)

(48) ایک تاجر کی توبہ

حضرت سیدنا ابوعلی شفیق بلخی علیہ الرحمۃ ایک خاص واقعہ سے متاثر ہو کر تائب ہوئے۔ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ آپ بغرض تجارت ترکی پہنچے تو وہاں کا ایک مشہور بت کدہ دیکھنے پہنچ گئے اور وہاں ایک پجاری سے فرمایا کہ ”تجھے قادر و زندہ خدا کو نظر انداز کر کے ایک بے جان بت کی پوجا کرتے ہوئے ندامت نہیں ہوتی؟“ اس نے جواب دیا کہ ”آپ جو حصول رزق کے لیے دنیا بھر میں تجارت کرتے پھرتے ہیں اس سے ندامت نہیں ہوتی اور کیا آپ کا خالق گھر بیٹھے روزی پہنچانے پر قادر نہیں ہے؟“

یہ سن کر اسی وقت وطن واپس لوٹے تو کسی نے راستہ میں پیشہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجارت کرتا ہوں۔ اس نے طعنہ دیا: ”آپ کے مقدّر کا جو کچھ ہے وہ تو گھر بیٹھے بھی میسر آ سکتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شاید آپ خدا ﷻ کے شکر گزار نہیں ہیں۔“ اس واقعہ سے آپ اور زیادہ متاثر ہوئے۔ جب گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ شہر کے ایک سردار کا کتا گم ہو گیا ہے اور شبہ میں آپ کے ہمسایہ کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ آپ نے سردار کو یہ یقین دلا کر کہ تمہارا کتا تین دن کے اندر مل جائے گا اپنے ہمسایہ کو رہا کروایا۔ جس نے کتا چوری کیا تھا وہ تیسرے دن آپ کے پاس پہنچ گیا اور آپ نے سردار کے یہاں کتا بھجوا کر دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ (تذکرۃ الاولیاء، ذکر شفیق بلخی، ج ۱، ص ۱۸۰-۱۸۱)

(49) کفن چور کی توبہ

حضرت سیدنا حاتم اہم علیہ الرحمۃ نے بلخ میں دوران وعظ فرمایا ”کہ اے خدا ﷻ! اس مجلس میں جو سب سے زیادہ گنہگار ہو اس کی مغفرت فرما دے۔“ اتفاق سے وہاں ایک کفن چور بھی موجود تھا۔ جب رات کو اس نے کفن چوری کرنے کے لیے ایک قبر کو کھولا تو ندا آئی کہ ”آج ہی تو حاتم علیہ الرحمۃ کے صدقہ میں تیری مغفرت ہوئی تھی اور آج ہی تو پھر ارتکاب معصیت کے لیے آ پہنچا۔“ یہ ندا سن کر وہ ہمیشہ کے لیے تائب ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب بیست و ہفتم، ذکر حاتم اہم، ج ۱، ص ۲۲۲)

(50) رقص و سرور میں مصروف لوگوں کی توبہ

حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ الرحمۃ کچھ لوگوں کے ہمراہ جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک مجمع رقص و سرور اور مے نوشی میں مصروف تھا۔ جب آپ کے ہمراہیوں نے ان کے حق میں بددعا کرنے کی درخواست کی تو فرمایا ”اے اللہ ﷻ! جس طرح تو نے آج

انہیں بہتر عیش دے رکھا ہے آئندہ اس سے بھی بہتر عیش ان کو عطا فرماتے رہنا۔“ اس کے ساتھ ہی وہ مجمع شراب و رباب کو پھینک کر آپکے سامنے آیا اور بیعت حاصل کر کے برے افعال سے تائب ہو گیا اس کے بعد آپ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ”کہ جو شرابی سے مر سکتا ہو اس کو زہر دینے سے کیا حاصل؟“

(تذکرۃ الاولیاء، باب بیست و نهم، ذکر معروف کرخی، ج ۱، ص ۲۲۲)

(51) عقلمند باپ کے بیٹے کی توبہ

منقول ہے کہ ایک عقلمند شخص کا انتقال ہونے لگا تو اس نے اپنے بیٹے کو بلوایا اور اسے الوداعی نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ ”بیٹے! اگر کبھی تیرا شراب پینے کو دل کرے تو پہلے شراب خانے جا کر کسی شرابی کو دیکھ لینا، اگر جو اکیلے کو دل چاہے تو پہلے کسی ہارے ہوئے جواری کا مشاہدہ کر لینا اور اگر کبھی زنا کو دل کرے تو بالکل صبح کے وقت طوائف خانے جانا۔“

اس کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد لڑکے کے دل میں شراب پینے کا خیال پیدا ہوا، باپ کی نصیحت کے مطابق وہ نو جوان ایک شرابی کے پاس پہنچا جو نشے میں دھت ایک نالی میں گرا ہوا تھا، اس کی یہ عبرت ناک حالت دیکھ کر اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ”اگر میں نے بھی شراب پی تو میرا بھی یہی حشر ہوگا۔“ یہ خیال آتے ہی اس نے شراب پینے کا ارادہ ترک کر دیا۔

پھر ایک مرتبہ شیطان نے اسے جوئے کی ترغیب دلائی، حسب وصیت یہ پہلے ایک ہارے ہوئے جواری کے پاس پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ ہار جانے کے باعث وہ جواری شدید رنج و غم میں گرفتار تھا اور اس کی حالت نہایت قابل رحم ہو رہی تھی۔ اس کی یہ

حالت دیکھ کر اسے بھی اپنے بارے میں یہی خوف پیدا ہوا اور یوں جوئے سے بھی باز آ گیا۔

پھر کچھ عرصے بعد نفس نے زنا کی خواہش کا اظہار کیا، اس مرتبہ بھی یہ حسب نصیحت صبح کے وقت طوائف خانے جا پہنچا۔ جب دروازہ بجایا تو کچھ دیر بعد ایک طوائف باہر آئی، نیند سے بیدار ہونے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں گندگی بھری ہوئی تھی، بال بکھرے ہوئے تھے، بغیر سرخی پاؤڈر کے چہرہ بالکل بے رونق نظر آ رہا تھا اور اس پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی، تروتازگی نام کو نہ تھی، منہ سے بدبو کے پھپکے اڑ رہے تھے، اس نے میلا کچھلا لباس پہن رکھا تھا جس سے پسینے کی بو بھی محسوس ہو رہی تھی، گویا کہ شام کو ملمع کاری کر کے ”شکار“ کو اپنی جانب راغب کرنے والی ”حور پری“ اس وقت غلاظت کا ایک ڈھیر نظر آ رہی تھی۔ طوائف کا یہ بھیانک حلیہ دیکھ کر اس نوجوان کے دل میں زنا سے کراہیت پیدا ہو گئی اور اس نے اپنے ارادے سے ہمیشہ کے لیے توبہ کر لی۔ (ماخوذ از ”میٹھا زہر“، ص ۱۷۴)

(52) شرابی وزیر کے مصاحب کی توبہ

ایک مرتبہ ایک شرابی وزیر کا مصاحب ابوالفضل دیلمی جو خود بھی شراب پیتا تھا، حضرت سیدنا قطب الدین اولیا ابوالفتح ابراہیم علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ”کہ شراب نوشی سے توبہ کر لے۔“ اس نے جواب دیا: ”میں ضرور تائب ہو جاتا لیکن جب وزیر کی مجلس میں دو رجام چلتا ہے تو مجبوراً مجھ کو بھی پینی پڑتی ہے۔“ آپ نے فرمایا ”جب اس محفل میں تجھے شراب نوشی پر مجبور کیا جائے تو میرا تصور کر لیا کرو۔“ چنانچہ جب وہ توبہ کر کے گھر پہنچا تو دیکھا کہ تمام جام شکستہ پڑے ہیں اور شراب زمین پر بہہ رہی ہے۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوا اور وزیر کے پوچھنے پر پورا واقعہ

بیان کر دیا اس کے بعد سے وزیر نے کبھی اس کو شراب نوشی پر مجبور نہیں کیا۔
(تذکرۃ الاولیاء، باب نودم ذکر شیخ ابو اخلق شہریار، ج ۲، ص ۲۴۷)

(53) سنگین جرائم میں ملوث شخص کی توبہ

ایک مرتبہ کوئی اسلامی بھائی ایسے شخص کو امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کی بارگاہ میں لے کر آئے جو انتہائی سنگین نوعیت کے جرائم میں ملوث تھا حتیٰ کہ تین قتل بھی کر چکا تھا اور جیل میں سزا بھی کاٹ چکا تھا۔ اس نے امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں اپنی داستانِ عرض کی اور کہنے لگا کہ، ”میں اپنی بقیہ زندگی عیسائی بن کر گزارنا چاہتا ہوں لیکن آپ کا یہ اسلامی بھائی بہت اصرار کر کے مجھے آپ کے پاس لے آیا ہے۔ لہذا! اگر آپ مجھے مطمئن کر دیں تو ٹھیک، ورنہ (معاذ اللہ) میں صبح گر جا گھر جا کر باقاعدہ عیسائی مذہب اختیار کر لوں گا اور پھر سے جرائم کی دنیا میں مصروف ہو جاؤں گا۔“

بانی دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی نے بڑی توجہ کے ساتھ اس کی باتیں سننے کے بعد بڑے پیار اور شفقت بھرے لہجے میں اس پر انفرادی کوشش شروع کی۔ مدنی مٹھاس سے لبریز کلمات گویا تاثیر کا تیر بن کر اس کے جگر میں پیوست ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ شخص امیر اہل سنت کی دست بوسی کرتا ہوا نظر آیا۔ الحمد للہ ﷻ وہ عیسائی بننے کے ارادے سے بھی باز آ گیا، مگر چونکہ وہ عیسائی بننے کا ارادہ کر چکا تھا، اس لئے شرعی حکم کے مطابق وہ مرتد ہو چکا تھا، لہذا! آپ نے اسے توبہ کروائی اور از سر نو مسلمان کیا۔ پھر اس نے آپ کے دست مبارک پر بیعت ہو کر شہنشاہِ بغداد حضور غوثِ الاعظم ﷺ کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیا۔ (انفرادی کوشش، ص ۱۱۱)

(54) ایک دہریے کی توبہ

۱۲۰۶ھ میں امیر اہل سنت، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس قادری مدظلہ العالی پنجاب کے مدنی دورے پر تھے کہ ساہیوال میں آپ کی مڈ بھڑ ایک دہریہ سے ہو گئی۔ وہ اپنے عقائد و نظریات میں بہت پختہ دکھائی دیتا تھا لہذا! بحث مباحثہ کی بجائے آپ نے اس امید پر اسے کافی محبت و شفقت سے نوازا کہ ہو سکتا ہے کہ حسن اخلاق سے متاثر ہو کر وہ عقائد باطلہ سے تائب ہو جائے۔ آپ کو پاکپتن شریف میں منعقد ہونے والے اجتماع ذکر و نعت میں بیان کرنا تھا، لہذا وہ بھی آپ کے ہمراہ چلنے پر تیار ہو گیا۔ بذریعہ بس پاکپتن شریف پہنچنے کے بعد آپ نے حضرت سیدنا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی۔ وہ دہریہ بھی آپ کے ساتھ ساتھ تھا۔ رات کے وقت اجتماع ذکر و نعت میں آپ نے اپنے مخصوص انداز میں رقت انگیز دعا کروائی۔ حاضرین پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ دوران دعا آپ نے رور و کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی، ”یا اللہ عزوجل! راہ حق کا ایک متلاشی ہمارے ساتھ چل پڑا ہے اور اس نے تیری بارگاہ میں ہاتھ بھی اٹھا دیئے ہیں، اب تو اس کا دل پھیر دے اور اس کو نور ہدایت نصیب کر کے روشنی کا مینار بنا دے۔“

جب دعا ختم ہوئی تو اس دہریہ نے آپ سے بڑی عقیدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عرض کی، ”دوران دعا ایک انجانے خوف کے سبب میرے تو رو نگٹے کھڑے ہو گئے، اب میں نے توبہ کر لی ہے۔“ پھر اس نے آپ کے دست مبارک پر دہریت سے باقاعدہ توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور آپ کے ذریعے حضور سیدنا غوث الاعظم

رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کا پٹا بھی اپنے گلے میں ڈال لیا۔ (انفرادی کوشش، ص ۱۰۱)

(55) قادیانی پروفیسر کی توبہ

ایک مرتبہ امیر اہل سنت مدظلہ العالی کی بارگاہ میں ایک مکتوب پہنچا جس میں کسی پروفیسر نے کچھ اس طرح سے لکھا تھا کہ میں قادیانی مذہب سے تعلق رکھتا ہوں اور ایک بڑے عہدے پر فائز ہوں، میں اب تک 70 مسلمانوں کو گمراہ کر کے قادیانی بنا چکا ہوں۔ سردار آباد (فیصل آباد) میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں تنقیدی ذہن لے کر شریک ہوا لیکن آپ کا بیان سن کر دل کی دنیا زیر و زبر ہو گئی پھر کسی مبلغ نے آپ کے بیانات کی کیسٹیں تحفے میں دیں۔ دل کی کیفیات تو ایک بیان سن کر ہی بدل چکی تھیں مگر جب دیگر کیسٹیں سنیں تو لرز اٹھا اور ساری رات روتا رہا، اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟“

بانی دعوتِ اسلامی نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے بلاتناخیر مکتوب روانہ فرمایا کہ فوراً (ہاتھ ہاتھ) توبہ کر کے اسلام قبول کر لیجئے اور جتنے مسلمانوں کو (معاذ اللہ ﷻ) مرتد کیا ہے انہیں مسلمان بنانے کی کوئی صورت نکالئے۔“

الحمد للہ ﷻ! جب یہ مکتوب اس پروفیسر تک پہنچا تو آپ کی انفرادی کوشش کی برکت سے اس نے فوراً توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ (انفرادی کوشش، ص ۱۱۰)

دُعا

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں سچی توبہ کی توفیق دے، اپنا خوف اور اپنے مدنی حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عشق عطا فرمائے اور اسے ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بحوالہ النبی الامین ﷺ



ماخذ و مراجع

- ۱- صحیح البخاری، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- ۲- سنن ابی داؤد، دار احیاء التراث العربی، بیروت
- ۳- المسند لإمام احمد بن حنبل، دارالفکر، بیروت
- ۴- جامع الترمذی، دارالفکر، بیروت
- ۵- مجمع البحرین، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- ۶- شرح السنۃ، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- ۷- السنن الکبریٰ، دارالمغنی
- ۸- الترغیب والترہیب، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- ۹- حلیۃ الاولیاء، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- ۱۰- شعب الایمان، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- ۱۱- مشکوٰۃ المصابیح، دارالفکر، بیروت
- ۱۲- احیاء علوم الدین، دارصادر، بیروت
- ۱۳- مکاشفۃ القلوب، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- ۱۴- کتاب التوابع، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- ۱۵- کیمیائے سعادت، انتشارات گنجینہ، تہران
- ۱۶- منہاج العابدین، مؤسسۃ السیروان، بیروت
- ۱۷- تذکرۃ الاولیاء، انتشارات گنجینہ، تہران
- ۱۸- تنبیہ الغافلین، المكتبة الحَقَّانیة، پشاور
- ۱۹- اولیائے رجال الحدیث، ضیاء الدین پبلیکیشنز، کراچی
- ۲۰- حکایات الصالحین، ضیاء القرآن لاہور
- ۲۱- دُرُوض الریاحین، دارابشائر، شام

- ۲۲۔ درۃ الناصحین، دارالفکر، بیروت
- ۲۳۔ ذمّ الہوی، دارالبشائر، شام
- ۲۴۔ میٹھا زہر، مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور
- ۲۵۔ فتاویٰ رضویہ (قدیم) مکتبہ رضویہ کراچی لاہور
- ۲۶۔ بہار شریعت، مکتبہ رضویہ، کراچی
- ۲۷۔ رسالہ ۲۸ کلمات کفر، مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
- ۲۸۔ فیضانِ سنّت، مکتبۃ المدینہ، کراچی
- ۲۹۔ میں سدھرنا چاہتا ہوں، مکتبۃ المدینہ، کراچی

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ قابل مطالعہ کتب

﴿شعبہ کتب اعلیٰ حضرت﴾

(۱) کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات: یہ کتاب (کفل الفقیہ

الفہام فی احکام قرطاس الدراہم) کی تسہیل و تخریج پر مشتمل ہے۔ جس میں نوٹ کے تبادلے اور اس سے متعلق شرعی احکامات بیان کئے گئے ہیں۔

(۲) ولایت کا آسان راستہ (تصویر): یہ رسالہ (الیاقوتۃ الواسطۃ) کی تسہیل

و تخریج پر مشتمل ہے۔ جس میں پیرومرشد کے تصور کے موضوع پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔

(۳) ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان): اس رسالے میں تمہید ایمان کے مشکل

الفاظ کے معانی اور ضروری اصطلاحات کی مختصر تشریحات درج کی گئی ہیں۔

(۴) معاشی ترقی کا راز (حاشیہ و تشریح تدبیر فلاح و نجات و اصلاح): اس رسالے میں

پورے عالم اسلام کے لیے چار نکات کی صورت میں معاشی حل پیش کیا گیا ہے۔

(۵) شریعت و طریقت: یہ رسالہ (مقال العرفاء بإعزاز شرع و علماء)

کا حاشیہ ہے۔ اس عظیم رسالے میں شریعت اور طریقت کو الگ الگ ماننے والے جاہلوں کی صحیح رہنمائی کی گئی ہے۔

(۶) ثبوتِ ہلال کے طریقے (طرق اثباتِ ہلال): اس رسالے میں چاند کے

ثبوت کے لیے مقرر شرعی اصول و ضوابط کی تفصیلات کا بیان ہے۔

(۷) عورتیں اور مزارات کی حاضری: یہ رسالہ (جمل النور

فی نہی النساء عن زیارة القبور) کا حاشیہ ہے۔ اس رسالے میں عورتوں کے زیارتِ قبور کے

لیے نکلنے سے متعلق شرعی حکم پر وارد ہونے والے اعتراضات کے مسکت جوابات شامل ہیں۔

(۸) **اعلیٰ حضرت سے سوال جواب** (إظهار الحق الجلی): اس رسالے میں امام اہل سنت علیہ رحمۃ الرحمن پر بعض غیر مقلدین کی طرف سے کیے گئے چند سوالات کے مدلل جوابات بصورت انٹرویو درج کئے گئے ہیں۔

(۹) **عیدین میں گلے ملنا کیسا؟** یہ رسالہ (وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید) کی تسہیل و تخریج پر مشتمل ہے۔ اس رسالے میں عیدین میں گلے ملنے کو بدعت کہنے والوں کے رد میں دلائل سے مزین تفصیلی فتویٰ شامل ہے۔

(۱۰) **راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کے فضائل:** یہ رسالہ (راہ القحط والوباء بدعوة الجیران ومواساة الفقراء) کی تسہیل و تخریج پر مشتمل ہے۔ یہ رسالہ پڑوسیوں اور فقراء سے خیر خواہی اور بآ کوٹانے کے لیے صدقہ کے فضائل پر مشتمل احادیث و حکایات کا بہترین مجموعہ ہے۔

شائع ہونے والے عربی رسائل:

از امام اہل سنت مجددین و ملت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

- (۱) **کفل الفقیہ الفاہم** - (۲) **تمہید الایمان** - (۳) **الاجازات المتینة** -
- (۴) **اقامة القيامة** - (۵) **الفضل الموهبی** - (۶) **اجلی الاعلام** -
- (۷) **الزمزمة القمرية**

شعبہ اصلاحی کتب

(۱) **خوف خدا عزوجل:** اس کتاب میں خوفِ خدا ﷻ سے متعلق کثیر آیاتِ کریمہ، احادیثِ مبارکہ اور بزرگانِ دین کے اقوال و احوال کے بکھرے ہوئے موتیوں کو سلکِ تحریر میں پرونے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۲) **انفرادی کوشش:** اس کتاب میں نیکی کی دعوت کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کے

لئے انفرادی کوشش کی ضرورت، اسکی اہمیت، اس کے فضائل اور انفرادی کوشش کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اسلاف کی انفرادی کوشش کے ”۹۹“ منتخب واقعات کو بھی جمع کیا گیا ہے جس میں بانی دعوتِ اسلامی امیرِ اہل سنت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے ”۲۵“ واقعات بھی شامل ہیں نیز کتاب کے آخر میں انفرادی کوشش کے عملی طریقے کی مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔

(۳) **شاہراہ اولیاء:** یہ رسالہ سیدنا امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ کی تصنیف ”**منہاج العارفین**“ کا ترجمہ و تسہیل ہے۔ اس رسالے میں امام غزالی علیہ الرحمۃ نے مختلف موضوعات کے تحت منفرد انداز میں غور و فکر یعنی ”**فکرِ مدینہ**“ کرنے کی ترغیب ارشاد فرمائی ہے۔ مثلاً انسان کو چاہئے کہ دن اور رات پر غور کرے کہ جب دن کی روشنی پھیل جاتی ہے تو رات کی تاریکی رخصت ہو جاتی ہے اسی طرح جب نیکیوں کا نور انسان کو حاصل ہو جائے تو اس کے اعضاء سے گناہوں کی تاریکی رخصت ہو جاتی ہے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت غور کرے کہ کس عظمت والے رب عزوجل کے گھر میں داخل ہو رہا ہے؟ اسی طرح عبادت کرتے وقت غور کرے کہ اس میں میرا کوئی کمال نہیں یہ تو رب تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائی، علیٰ هذا القیاس۔

(۴) **فکرِ مدینہ:** اس کتاب میں فکرِ مدینہ (یعنی محاسبے) کی ضرورت، اسکی اہمیت، اس کے فوائد اور بزرگانِ دین کی فکرِ مدینہ کے ”131“ واقعات کو جمع کیا گیا ہے جس میں بانی دعوتِ اسلامی امیرِ اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے ۴۱ واقعات بھی شامل ہیں نیز مختلف موضوعات پر فکرِ مدینہ کرنے کا عملی طریقہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

(۵) **امتحان کی تیاری کیسے کریں؟** اس رسالے میں اُن تمام مسائل کا حل بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ایک طالب علم کو امتحانات کی تیاری کے دوران درپیش ہو سکتے ہیں۔ یہ رسالہ بنیادی طور پر درسِ نظامی کے طلباء اسلامی بھائیوں کو مد نظر رکھ کر لکھا گیا ہے،

لیکن اسکول و کالج میں پڑھنے والے طلباء (Students) کے لئے بھی یکساں مفید ہے۔ اس لئے انفرادی کوشش کرنے والے اسلامی بھائیوں کو چاہئے کہ وہ یہ رسالہ ان طلباء تک بھی پہنچائیں کیونکہ اس رسالہ میں اپنے مدنی مقصد ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے، ان شاء اللہ عزوجل“ کو پیش نظر رکھتے ہوئے بہت سے مقامات پر نیکی کی دعوت بھی پیش کی گئی ہے۔

(۶) نماز میں لقمہ کے مسائل : نماز میں لقمہ دینے کے مسائل پر مشتمل

ایک کتاب جس میں مختلف صورتوں کا حکم اکابرین رحمہم اللہ کی کتابوں سے ایک جگہ جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے تاکہ عوام الناس کی ان مسائل تک آسانی سے رسائی ہو سکے اور اس مسئلہ کے بارے میں لوگوں میں جو مختلف قسم کی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔

(۷) جنت کی دو چابیاں : اس کتاب میں پہلے جنت کی نعمتوں کا بیان کیا گیا

ہے، پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے زبان و شرم گاہ کی حفاظت سے متعلق دی گئی ایک بشارت ذکر کی گئی ہے۔ اس کے بعد تفصیلاً بتایا گیا ہے کہ ہم اس ضمانت کے حق دار کس طرح بن سکتے ہیں۔ حسب ضرورت شرعی مسائل بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ امید واثق ہے کہ زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کے بارے میں ایک مقام پر اتنی تفصیل آپ کو کسی دوسری کتاب میں نہ ملے گی۔ **ذکر**

فضل اللہ العظیم

(۸) کامیاب استاذ کون؟ اس کتاب میں ان تمام امور کو بیان کرنے کی کوشش

کی گئی ہے جن کا تعلق تدریس سے ہو سکتا ہے مثلاً سبق کی تیاری، سبق پڑھانے کا طریقہ، سننے کا طریقہ علیٰ ہذا القیاس۔ یہ کتاب بنیادی طور پر شعبہ درس نظامی کو مد نظر رکھ کر لکھی گئی ہے لیکن حفظ و ناظرہ کے اساتذہ بھی معمولی ترمیم کے ساتھ اس سے بخوبی فائدہ اٹھا سکتے ہیں نیز اسکول و کالج میں پڑھانے والے اساتذہ کے لئے بھی اس کتاب کا مطالعہ فائدے سے خالی نہیں ہے۔

(۹) نصاب مدنی قافلہ : اس کتاب میں مدنی قافلہ سے متعلق امور کا بیان ہے،

مثلاً مدنی قافلہ کی اہمیت، مدنی قافلہ کیسے تیار کیا جائے، مدنی قافلہ کا جدول، اس جدول پر عمل کس طرح کیا جائے، امیر قافلہ کیسا ہونا چاہیئے؟ علاوہ ازیں موضوع کی مناسبت سے امیر اہل سنت بانی دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی پھول بھی اس کتاب میں سجادہ یئے گئے ہیں۔ اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد کتاب ہے۔

(۱۰) **حسن اخلاق:** یہ کتاب دنیائے اسلام کے عظیم محدث سیدنا امام طبرانی علیہ الرحمۃ کی شاہکار تالیف ”مَکْرُمُ الاخلاق“ کا ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں امام طبرانی علیہ الرحمۃ نے اخلاق کے مختلف شعبوں کے متعلق احادیث جمع کی ہیں۔ امیدِ واثق ہے کہ یہ کتاب شب و روز انفرادی کوشش میں مصروف رہنے والے اسلامی بھائیوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی ﷻ (اللہ عزوجل)۔

(۱۱) **فیضانِ احیاء العلوم:** یہ کتاب امام غزالی علیہ الرحمۃ کی مایہ ناز کتاب ”احیاء العلوم“ کی تلخیص و تسہیل ہے جسے درس دینے کے انداز میں مرتب کیا گیا ہے۔ اخلاص، مذمت دنیا، توکل، صبر جیسے مضامین پر مشتمل ہے۔

(۱۲) **راہِ علم:** یہ رسالہ ”تعلیم المتعلم طریق التعلیم“ کا ترجمہ و تسہیل ہے جس میں ان امور کا بیان ہے جن کی رعایت راہِ علم پر چلنے والے کے لئے ضروری ہے۔ اور ان باتوں کا ذکر ہے جن سے اجتناب معلم و متعلم کے لئے ضروری ہے۔

(۱۳) **حق و باطل کا فرق:** یہ کتاب حافظ ملت عبدالعزیز مبارکپوری رحمہ اللہ کی تالیف ہے ”جسے حق و باطل کا فرق“ کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے عقائدِ حقہ و باطلہ کے فرق کو نہایت آسان انداز میں سوالاً جواباً پیش کیا ہے جس کی وجہ سے کم تعلیم یافتہ لوگ بھی اس کا آسانی سے مطالعہ کر سکتے ہیں۔

(۱۴) **تحقیقات:** یہ کتاب فقیہ اعظم ہند، مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ تالیف ہے، تحقیقی انداز میں لکھی گئی اس کتاب میں بد مذہبوں کی طرف سے وارد ہونے والے اعتراضات

کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔ متلاشیانِ حق کے لئے نور کا مینارہ ہے۔

(۱۵) **اربعین حنفیہ** : یہ کتاب فقیہ اعظم حضرت علامہ ابو یوسف محمد شریف نقشبندی علیہ الرحمۃ کی تالیف ہے۔ جس میں نماز سے متعلق چالیس احادیث کو جمع کیا گیا ہے اور اختلافی مسائل میں حنفی مذہب کی تقویت نہایت مدلل انداز میں بیان کی گئی ہے۔

(۱۶) **بیٹے کو نصیحت** : یہ امام غزالی علیہ الرحمۃ کی کتاب ”ایہا الولد“ کا اردو ترجمہ ہے۔ بچوں کی تربیت کے لیے لاجواب کتاب ہے اس میں اخلاص، مذمت مال اور توکل جیسے مضامین شامل ہیں۔

(۱۷) **طلاق کے آسان مسائل** : اس فقہی کتاب میں مسائل طلاق کو عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے جس کی بنا پر طلاق سے متعلق عوام الناس میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا کافی حد تک ازالہ ہو سکتا ہے۔

(۱۸) **توبہ کی روایات و حکایات** : اس کتاب کی ابتداء میں توبہ کی ضرورت کا بیان ہے، پھر توبہ کی اہمیت و فضائل مذکور ہیں۔ اس کے بعد تفصیلاً بتایا گیا ہے کہ کچی توبہ کس طرح کی جاسکتی ہے؟ اور آخر میں توبہ کرنے والوں کے تقریباً 55 واقعات بھی نقل کئے گئے ہیں۔ امیدِ واقع ہے کہ یہ کتاب اصلاحی کتب میں بہترین اضافہ متصور ہوگی۔ **ان شاء اللہ عزوجل**

(۱۹) **الدعوة الى الفكر** (عربی) : یہ کتاب محقق جلیل مولانا منشاء تابش قصوری مدظلہ العالی کی مایہ ناز تالیف ”دعوتِ فکر“ کا عربی ترجمہ ہے جس میں بدنہ ہوں کو اپنی روش پر نظر ثانی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

(۲۰) **آداب مرشد کامل** (مکمل پانچ حصے) : فی زمانہ ایک طرف ناقص اور کامل پیر کا امتیاز مشکل ہے تو دوسری طرف جو کسی کامل مرشد کے دامن سے وابستہ ہیں بھی تو انہیں اپنے مرشد کے ظاہری و باطنی آداب سے آشنائی نہیں۔ ان حالات میں اس بات کی اشد ضرورت محسوس ہوتی کہ

کوئی ایسی تحریر ہو جس سے شریعت کی روشنی میں موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق ناقص اور کامل مرشد کی پہچان بھی ہو سکے اور کامل مرشد کے دامن سے وابستگانِ آدابِ مرشد سے مطلع ہو کر ناواقفیت کی بنا پر طریقت کی راہ میں ہونے والے ناقابلِ تصور نقصان سے بھی محفوظ رہ سکیں۔ اس حقیقت کو جاننے اور مرشدِ کامل کے آداب سمجھنے کیلئے آدابِ مرشدِ کامل کے مکمل پانچ حصوں پر مشتمل اس کتاب میں شریعت و طریقت سے متعلق ضروری معلومات پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

﴿ شعبہ درسی کتب ﴾

(۱) **تعریفاتِ نحویہ:** اس رسالہ میں علمِ نحو کی مشہور اصطلاحات کی تعریفات مع امثله و توضیحات جمع کر دی گئی ہیں۔ اگر طلباء ان تعریفات کا استحضار کر لیں تو علمِ نحو کے مسائل و ابجاث سمجھنے میں بہت سہولت رہے گی، ان شاء اللہ عزوجل۔

(۲) **کتاب العقائد:** صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کی تصنیف کردہ اس کتاب میں اسلامی عقائد اور حدیثِ پاک کی روشنی میں قیامت سے پہلے پیدا ہونے والے تیس جھوٹے مدعیانِ نبوت (کڈ ابول) میں سے چند کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ یہ کتاب کئی مدارس کے نصاب میں بھی شامل ہے۔

(۳) **زبدۃ الفکر شرح نخبۃ الفکر:** یہ کتاب فنِ اصول حدیث میں لکھی گئی امام حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کی بے مثال تالیف ”نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر“ کی اردو شرح ہے۔ اس شرح میں قوت و ضعف کے اعتبار سے حدیث کی اقسام، ان کے درجات اور محدثین کی استعمال کردہ اصطلاحات کی وضاحت درج کی گئی ہے۔ طلبہ کے لئے انتہائی مفید ہے۔

(۴) **شریعت میں عرف کی اہمیت:** یہ رسالہ امام سید محمد امین بن عمر عابدین شامی علیہ الرحمۃ کے عرف سے متعلق تحریر کردہ عربی رسالے ”نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف“ کا عربی ترجمہ ہے۔ تخصص فی الفقہ کے طلباء اس کا ضرور مطالعہ کریں۔

(۵) **اربعین النوویہ** (عربی): علامہ شرف الدین نووی علیہ الرحمۃ کی تالیف جو کہ کثیر مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔ اس کتاب کو خوبصورت انداز میں شائع کیا گیا ہے۔

(۶) **نصاب التجوید**: اس کتاب میں درست مخارج سے حروفِ قرآنیہ کی ادائیگی کی معرفت کا بیان ہے۔ مدارسِ دینیہ کے طلبہ کے لئے بے حد مفید ہے۔

﴿شعبہ تراجم کتب﴾

ان رسائل کے عربی تراجم شائع ہو چکے ہیں:

- (۱) بادشاہوں کی ہڈیاں (عظام الملوك) (مؤلف: بانی دعوت اسلامی امیر اہلسنت مولانا ابو بلال محمد الیاس عطاری قادری مدظلہ العالی)
 - (۲) مردے کے صدمے (ہموم المیت) (مؤلف: بانی دعوت اسلامی امیر اہلسنت مولانا ابو بلال محمد الیاس عطاری قادری مدظلہ العالی)
 - (۳) شجرۂ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ، (مؤلف: بانی دعوت اسلامی امیر اہلسنت مولانا ابو بلال محمد الیاس عطاری قادری مدظلہ العالی)
 - (۴) ضیائے درود و سلام (ضیاء الصلوٰۃ والسلام) (مؤلف: بانی دعوت اسلامی مولانا ابو بلال محمد الیاس عطاری قادری مدظلہ العالی)
- ان رسائل کے فارسی تراجم شائع ہو چکے ہیں:

- (۱) ضیائے درود و سلام، (مؤلف: بانی دعوت اسلامی امیر اہلسنت مولانا ابو بلال محمد الیاس عطاری قادری مدظلہ العالی)
 - (۲) غفلت، (مؤلف: بانی دعوت اسلامی امیر اہلسنت مولانا ابو بلال محمد الیاس عطاری قادری مدظلہ العالی)
 - (۳) ابو جہل کی موت، (مؤلف: بانی دعوت اسلامی امیر اہلسنت مولانا ابو بلال محمد الیاس عطاری قادری مدظلہ العالی)
 - (۴) احترامِ مسلم، (مؤلف: بانی دعوت اسلامی امیر اہلسنت مولانا ابو بلال محمد الیاس عطاری قادری مدظلہ العالی)
- (۵) دعوتِ اسلامی کا تعارف۔

اس کے علاوہ امیر اہل سنت مدظلہ العالی کے کئی رسائل کے سندھی تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔



اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهِٖ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهِٖ وَسَلِّمْ

سنت کی بہاریں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهِٖ وَسَلِّمْ
سنت کی بہاریں
میں بکثرت سنتیں بھی اور رکھا جاتی ہیں، ہر جمعرات کو فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی میں
مغرب کی نماز کے بعد ہونے والے سنتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی سنت کی اچھا ہے،
ماہقان رسول کے سنت کی قافلوں میں سنتوں کی تربیت کے لیے سفر اور دوڑا نہ فکر مدینہ کے ذریعے
سنت کی انعامات کا رسالہ کر کے اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنائیے، ابن شاذان اللہ عزوجل اس کی نزاکت
سے پاہر سنت بننے گناہوں سے نبرد کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کڑے کاڑھ بن گئے گا، ہر اسلامی بھائی اپنی زندگی
بنائے کہ ”مجھ اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرتی ہے۔“ ابن شاذان اللہ عزوجل
اپنی اصلاح کے لیے سنت کی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے سنت کی قافلوں
میں سفر کرتا ہے۔ ابن شاذان اللہ عزوجل

مکتبہ المدینہ کی شاخیں

راولپنڈی، محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی، کتب خانہ۔ فون: 051-5553765	کراچی، محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی، کتب خانہ۔ فون: 021-32203311
پشاور، محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی، کتب خانہ۔ فون: 031-7311679	لاہور، محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی، کتب خانہ۔ فون: 042-7311679
نئی دہلی، محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی، کتب خانہ۔ فون: 068-5571686	سرگودھا، محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی، کتب خانہ۔ فون: 041-2632625
نواب شاہ، محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی، کتب خانہ۔ فون: 4362145	کشمیر، محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی، کتب خانہ۔ فون: 058274-37212
نئی دہلی، محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی، کتب خانہ۔ فون: 5619195	میرٹھ، محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی، کتب خانہ۔ فون: 022-2620122
گورکھ پور، محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی، کتب خانہ۔ فون: 055-4225653	لکھنؤ، محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی، کتب خانہ۔ فون: 061-4511192
	نئی دہلی، محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی، کتب خانہ۔ فون: 044-2550767

مکتبہ المدینہ فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)

فون: 4126999-93/4921389 فیکس: 4125858

Email: maktaba@dawateislami.net \ www.dawateislami.net